www.novelsclubb.com
زنجیر
ناولز کلب
از قلم نیہا ناز
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

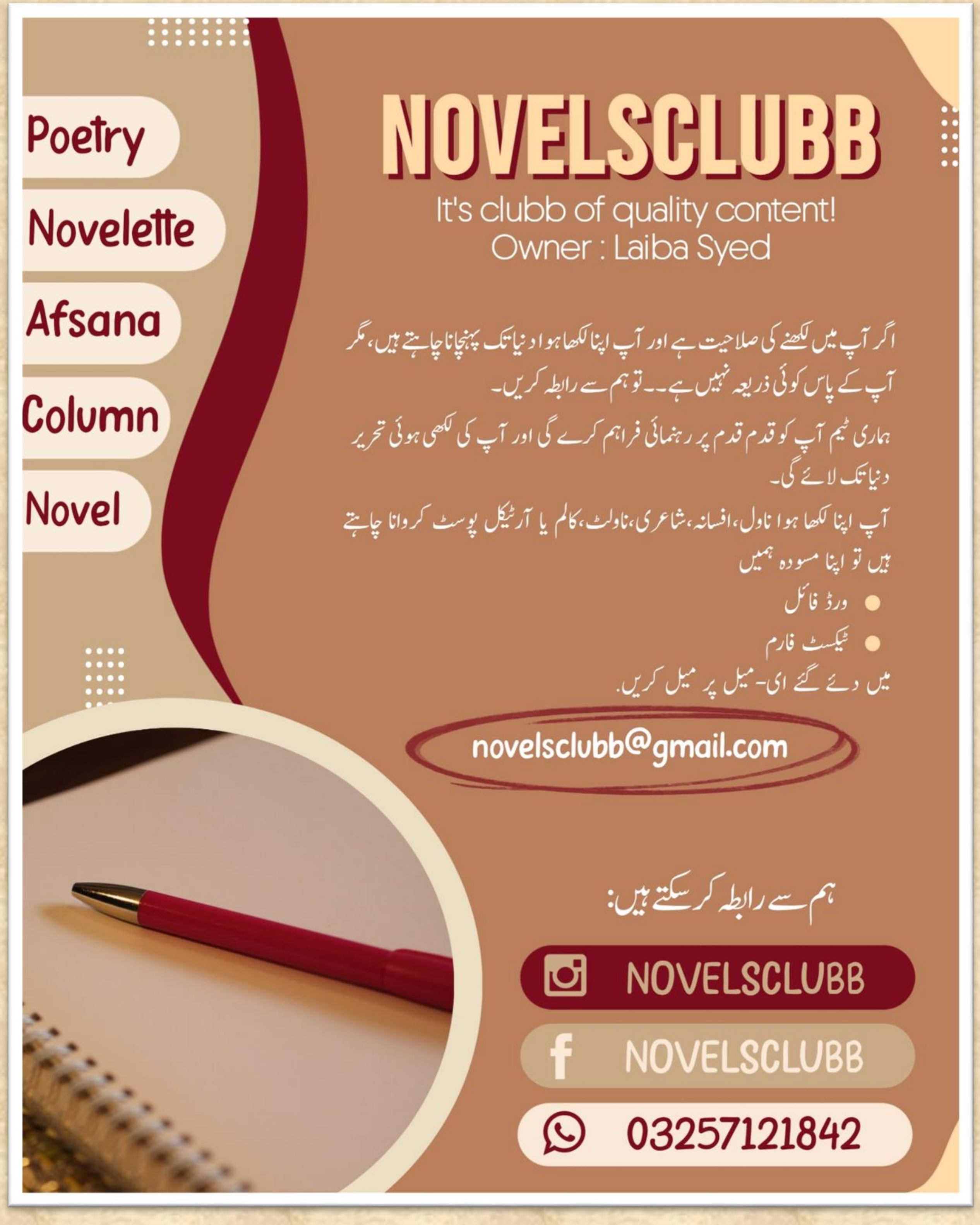

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

زنجیر

از قلم

نیہا ناز

Clubb of Quality Content!

ناول "زنجیر" کے تمام جملہ حق لکھاری "نیہا ناز" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

باب نمبر 1

دھندلے دھندلے منظر، یہ پارہ پارہ عکس

ٹوٹے ٹوٹے دل، یہ مارا مارا شخص

پہ در پہ اذیت، لمحہ لمحہ درد

رفتہ رفتہ گم سم، یہ ہارا ہارا شخص

(از قلم لائبہ منظور)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

راولپنڈی کا متوسط طبقے کا گھر اس وقت کھانے کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ دو منزلہ گھر نفیس تھا کچن میں خدیجہ بیگم کھڑی کھانا بنا رہی تھی۔ کچن کے ساتھ ایک بڑا کمرہ اور کمرے کے ساتھ اوپر کو جاتی سیڑھیاں۔ کمرے کے سامنے لاؤنج کی طرز میں رکھے صوفے جس پر بیس سالہ عابش اور اس سے دو سال چھوٹا معیز غصّے سے کتابیں بیگ میں رکھ نہیں پھینک رہا تھا۔

"اگر کتابوں کی عزت نہیں کرو گے تو وہ تمہیں یاد نہیں ہوں گی"

سنہری آنکھوں پر چشمہ لگائے عابش نے اپنی کتاب سے سر اٹھا کر معیز سے کہا۔

"جیسے مرا جا رہا ہوں ان کی یاد کے غم میں" معیز نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔

"ویسے مر تو تم رہے ہو" عابش نے بھرپور جوش سے کہا۔

"ابھی حماد صاحب آتے ہی ہوں گے، سنا ہے کہ تمہارا نامہ اعمال ملا ہے ان کو" گول چشمے کے پیچھے آنکھوں کو پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

"کیا،ان کو کب ملا، یااللہ اب میں کیا کروں گا" یہ کہتے ہوئے معیز کے چہرے کی تمام لاپرواہی عنقا ہو چکی تھی۔ لیکن عابش کے چہرے کی چمک اور مسکراہٹ بڑھ چکی تھی۔ تبھی سیڑھیوں سے کسی کے قدموں کی آواز آئی۔دونوں نے نظریں اٹھا کر آنے والی کی طرف دیکھا۔وہ عنایہ تھی۔اور اسے کے پیچھے عائزل

"عنایہ آپی بات سنو یار "معیز نے کچن کی طرف جاتی عنایہ کو آواز لگائی۔

"چپ کرو پہلے اس ڈاکٹر صاحبہ کی وجہ سے میری امی کے ہاتھوں 'عزت' ہونے لگی تھی"

سیڑھیوں سے اترتی عائزل نے اپنے ذکر پر نظر اٹھا کر سب کو دیکھا "کیوں میں نے کیا کیا ہے"

"رات کو نہ تم دیر تک مجھ سے باتیں کرتی اور نہ میں صبح دیر سے اٹھتی"

عنایہ نے رونی سورت بنا کر دھیمی آواز میں دانت پیستے ہوئے کہا۔

عائزل سیڑھیاں اتر کر صوفے کی طرف جاتے ہوئے بولی "لو جی لگا دو یہ الزام بھی مجھ پر،رات خود مجھے کہہ رہی تھی اچھا یہ بتاؤ اچھا وہ بتاؤ" اور دھپ سے صوفے پر بیٹھی۔

عنایہ نے جواب دینے ک لیے منہ کھولا ہی تھا کہ کچن سے خدیجہ بیگم کی آواز پر منھ میں بڑبڑاتی کچن میں چلی گئ۔

"تمہارا منھ کیوں پھولا ہوا ہے" عائزل نے معیز کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میں بتاتی ہوں "معیز جو ابھی بولنے ہی والا تھا عابش کی مداخلت پر برا سا منھ بنا کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر ہاتھ باندھے بیٹھ گیا۔

"جناب کے مڈ ٹرمز کا رزلٹ آیا تھا کل اور آج والد محترم کے پاس ان کا رزلٹ پہنچا ہے "عابش ایسے بتا رہی تھی جیسے خبروں کی ہیڈ لائنز پڑھ رہی ہو۔عائزل نے ایک ترحم بھری نظر سے معیز کو دیکھا۔

"ضروری تو نہیں کہ ہر بار تمہارا رزلٹ برا ہی آئے"

"معیز حماد کی بار تو یہ فرض ہی سمجھو" عابش سر جھٹک کر ہنس دی گویا عائزل کی بات کھائی میں پھینکی ہو۔

تبھی لاؤنج میں حماد صاحب داخل ہوئے۔معیز نے فوراً مدد طلب نظروں سے عائزل کی طرف دیکھا۔عائزل نے آنکھوں سے اسے پر سکون رہنے کو کہا۔

Clubb of Quality Content

حماد صاحب خاموشی سے آکر ایک طرف بیٹھ گئے۔ چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی گہری سیاہ آنکھیں دراز قد کے ساتھ وہ ایک باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ معیز کا چہرہ حماد صاحب کے چہرے پر پھیلا تناؤ دیکھ کر مزید اتر گیا۔

اوپر سے ماحول میں چھائی خاموشی سے عجیب قسم کا تناؤ بڑھ رہا تھا۔

عائزل نے پہل کرتے ہوئے کہا۔

"بابا! آج معیز کا رزلٹ آیا ہے کیا؟"

عائزل کے بلانے پر حماد صاحب نے چونک کر سر اٹھایا اور خالی نظروں سے عائزل کی طرف دیکھنے لگے جیسے اس کی کہی بات کو سمجھ نہ سکے ہوں۔

اپنی طرف دیکھتا پا کر عائزل نے پھر سے حماد صاحب سے کہا

"بابا! رزلٹ!"

اُہ! ہاں آج صبح ہی ملی تھی میل، ان کے کالج کی طرف سے، معیز بہت اچھی کوشش تھی تمہاری، آئیندہ اور محنت کرنا انشااللہ اچھے نمبر آجایں گے فاینل میں"

معیز کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔اس کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا تو بے یقینی سے پہلے عائزل اور پھر عابش کی طرف دیکھا۔عابش کا آنکھوں کے ساتھ ساتھ منہ بھی کھل چکا تھا اس کو معیز سے بڑا جھٹکا لگا تھا۔

"بابا آپ معیز کی بات کر رہیں ہیں نا" عابش نے اسی طرح مکمل آنکھیں کھول کر کہا۔

حماد صاحب نے خلاء میں گھورتے ہوئے ہنکارا ابھرا۔

عائزل کو حماد صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ کھٹکا تھا۔پھر عابش اور معیز کی متوقع بحث کے ڈر سے جلدی سے بولی۔

"جاؤ تم دونوں کالج لیٹ ہو رہے ہو" معیز ایک لمحے کی دیر کیے بغیر وہاں سے اٹھ گیا۔ لیکن عابش نے جاتے ہوئے حماد صاحب کا موبائل اٹھالیا اور کالج کی طرف سے آنے والی میل دیکھنے لگی میل پڑھنے کے بعد اس کی آنکھیں مزید کھل گئی تھیں۔

بے یقینی سے پہلے میل کی طرف دیکھتی اور کبھی باہر جاتے معیز کی طرف۔

معیز نے باہر جا کر بائیک کا ہارن دینا شروع کر دیا تو عابش جلدی سے موبائل رکھ کر باہر کی طرف بھاگی اور معیز کے پاس پہنچ کر بولی۔

"تمہارے 80٪ مارکس آیئں ہیں؟ وہ ابھی تک بے یقین تھی۔

"مجھے خود سمجھ نہیں لگ رہی میں نے کوئی بھی پیپر مکمل نہں دیا تھا"معیز کی بے یقینی عابش سے بڑھ کر تھی۔

"یقیناً تم نے کسی سر کو کھلا یا پلا یا ہو گا ورنہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ تمھارے اتنے مارکس آجائیں" عابش نے بائیک پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ معیز کی حیرانگی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی اس لیے عابش کی بات پر اس نے غور نہیں کیا تھا ورنہ وہ سارا دن عابش سے اس بات پر لڑتا ہوا گزار دیتا۔

واپس اندر لاؤنج میں خاموشی معیز اور عابش کے جانے سے مزید بڑھ گئی تھی۔

عائزل نے گلا کھنکار کر بات کا آغاز کیا" بابا کوئی بات ہوئی ہے کیا؟"

حماد صاحب نے خالی نظروں سے عائزل کی طرف دیکھا جیسے عائزل کی بات سمجھ نہ سکے ہوں۔ عائزل نے دوبارہ زرہ بلند آواز سے پکارا۔

"بابا"

"ہن، ہاں!"حماد صاحب ایسے بولے جیسے ابھی نیند سے جاگے ہوں

"کیا ہوا آپکو ٹھیک تو ہیں نہ آپ" اب کی بار عائزل قدرے فکر مندی سے بولی۔

خدیجہ بیگم بھی کچن سے آچکی تھی اور ان کے ہاتھ میں حماد صاحب کا کھانا تھا۔

"کیا بات ہے، کیا ہوا؟" خدیجہ بیگم کے چہرے پر حماد صاحب کو دیکھتے ہوئے فکر کی لکیریں ابھر آئیں تھیں۔

"بیٹھو ادھر بتاتا ہوں" حماد صاحب بولے تو پہلے سے ذرا سنبھلے ہوئے لگ رہے تھے۔

"عنایہ کو بھی بلا لو" حماد صاحب نے خدیجہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عائزل فوراً عنایہ کو بلا لائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب جلدی بتائیں بابا، آپکو پتا ہے مجھ سے یہ سسپنس برداشت نہیں ہوتے" عائزل نے بے چینی سے پوچھا۔

اگر کوئی معمولی بات ہوتی تو وہ عائزل کے اس انداز پر مسکرا دیتے۔ مگر نہیں شاید بات کوئی معمولی نہیں تھی اس لیے عائزل کی بات پر مسکرانا تو کیا انہوں نے دیکھا تک نہیں۔

حماد صاحب نے خدیجہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"میں جانتا ہوں خدیجہ تمہیں میری وجہ سے آج تک بہت کچھ سہنا پڑا ہے میں ان گزرے دنوں کا کوئی مداوا نہیں کر سکتا"

"حماد کیسی باتیں کر رہے ہیں سب کچھ ٹھیک تو ہے نا! کوئی مسئلہ ہوا ہے کیا" خدیجہ بیگم کا دل ہولا اٹھا تھا عائزل اور عنایہ نے نظروں کا تبادلہ کیا دونوں طرف لاعلمی تھی۔ حماد صاحب نے سر جھکا لیا۔

"لیکن اس کے باوجود تم نے میرا جس طرح ساتھ دیا، میرے بچوں کا خیال رکھا اور ہمیشہ میرے لیے آسانیاں پیدا کیں میں تمھارا شکر گزار ہوں" حماد صاحب نے جھکی نظروں سے ہی خدیجہ بیگم کی بات کو نظرانداز کر کے اپنی بات جاری رکھی۔

"حماد آپ نے بھی ہمارے لیے بہت کچھ کیا ہے" خدیجہ بیگم نے حماد صاحب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر جیسے حوصلہ دیا ہو۔

حماد صاحب نے سر اٹھا کر تشکر کی نظروں سے خدیجہ بیگم کو دیکھا ان کی آنکھیں سرخ ہو رہیں تھی۔ عائزل کو لگا تھی کہ وہ رو دے گی۔

"میں تم سے آج پھر ایک درخواست کرنے آیا ہوں خدیجہ "اس بار حماد صاحب کا لہجہ ہلکہ سا کپکپایا، عائزل نے بے یختیار سر جھکا لیا، وہ کبھی یوں سب کے سامنے نہیں روتی تھی مگر اپنے سامنے اپنے سب سے مظبوط سہارے کو کمزور ہوتے دیکھنا دنیا کا سب سے مشکل کام تھا۔ خدیجہ بیگم کا ہاتھ اب بھی حماد صاحب کے ہاتھ پر ہی تھا۔

"حماد بولیں تو سہی کیا ہوا ہے میرا دل بیٹھا جا رہا ہے" خدیجہ بیگم کا لہجہ بھی غمگیں ہوا تھا

"کیا ہم ہشمت پور جا سکتے ہیں؟" ایک التجا، ایک گزارش، حماد صاحب نے امید سے خدیجہ بیگم کی طرف دیکھا، حماد صاحب کے ہاتھ پر خدیجہ بیگم کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔

Clubb of Quality Content

ہشمت پور کے نام پر عائزل نے اتنی تیزی سے سر اٹھایا کے اس کی گردن کی چٹخنے کی آواز آئی۔ بے یقینی سے اس نے حماد صاحب کی طرف دیکھا جیسے اسے اپنی سماعتوں پر شک ہوا ہو پھر اس نے عنایہ کی طرف دیکھا وہ بھی اسی طرح حیرانگی سے دیکھ رہی تھی یعنی "کیا واقعی بابا نے ہشمت پور کہا ہے؟" وہ اتنی آہستہ آواز میں بڑبڑائی کہ اسے خود اپنی آواز سنائی نہیں دی۔

"حماد" خدیجہ بیگم نے صدمے سے بس اتنا ہی کہا آگے الفاظ زبان پر آکر ہی دم توڑ گئے ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلا۔ سر خود بخود دائیں بائیں ہلا۔

"نہیں حماد مجھ سے ایسی درخواست نہ کریں جو میں پوری نہ کر سکوں" خدیجہ بیگم کی آواز رندھی ہوئی تھی جیسے ڈھیر سارے آنسوں ضبط کیے بیٹھی ہوں۔

"خدیجہ پلیز" حماد صاحب ملتجی ہوئے تھے۔

عائزل نے کرب سے آنکھیں بند کرلی۔ یادوں کا ایک سمندر آنکھوں کے پردوں پر چلنے لگا اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دی اندر باہر تکلیف سی پھیلنے لگی تھی۔ سامنے اس نے حماد صاحب کہ دیکھا وہ خدیجہ بیگم کو ایک بار پھر سے کہہ رہے تھے "خدیجہ سمجھنے کی کوشش کرو اماں۔۔۔"

خدیجہ بیگم نے درمیان میں ہی بات کاٹ دی

"میں نہیں جاؤں گی حماد میں کبھی نہیں جاؤں گی" آنکھوں میں آنکھیں ڈالے آخری بات پر زور دے کر کہتی ہوئی وہ اٹھ کر جانے لگی۔ عائزل نے بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھا اس عورت نے کیا کچھ نہیں سہا تھا۔ کیا ابھی اس کی قربانیوں کا سفر ختم نہیں ہوا تھا۔

"اماں مر رہی ہیں خدیجہ، ڈاکٹرز نے جواب دے دیا ہے" وہاں کچھ پل کے لیے سکتہ چھا گیا تھا

کمرے کی طرف جاتی خدیجہ بیگم ک قدم زنجیر ہوئے تھے۔

عائزل کو اپنا دل اتنی زور سے دھڑکتا محسوس ہوا جیسے ابھی باہر آجائے گا۔

"میں جانتا ہوں تم نے بہت کچھ سہا ہے مگر کیا تم سب کچھ معاف کر کے ایک بار ان سے ملنے جا سکتی ہو؟" حماد صاحب نے خدیجہ بیگم کی پشت کو دیکھتے گویا التجا کی تھی۔

"بابا کیا ہوا ہے اماں کو" عنایہ جو کب سے خاموش بیٹھی تھی حماد صاحب کے پاس جا کر بیٹھتے ہوئے پوچھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

عائزل میں اتنا حوصلہ نہیں تھا کہ عنایہ کی طرح سب کے سامنے رو پڑے یا دل کی بات یوں سب کے سامنے کہہ سکے۔ ابھی وہ بس دیکھ اور سن رہی تھی۔ گزشتہ برسوں سے وہ رد عمل بہت کم دیا کرتی تھی۔

حماد صاحب نے عنایہ کی بات مین کچھ نہیں کہا وہ بس خدیجہ بیگم کو دیکھ رہے تھے۔

حماد صاحب اب کھڑے ہوئے اور خدیجہ بیگم کی طرف جاتے ہوئے کہا۔

"خدیجہ وہ تم سے معافی مانگنا چاہتی ہیں" خدیجہ بیگم کا رخ ابھی بھی دوسری جانب ہی تھا۔

"کیا مرتے ہوئے انسان کو معاف نہیں کرو گی" حماد صاحب اب بالکل ان کے پاس کھڑے تھے

خدیجہ بیگم نے آنکھیں بند کر لی اور سہارے کے لیے صوفے پر ہاتھ رکھ لیا

آنکھوں کے پردے پر بہت سے منظر ابھرے

(وہ بڑے سے گھر کے صحن میں اکیلی کھڑے تھی اور چارپائی پر بیٹھی ان کی ساس اور نند تنفر سے ان کے بارے میں ساتھ بیٹھے حماد صاحب سے کچھ کہہ رہی تھی حماد صاحب نے ایک شکوہ کناہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا وہ بے بسی سے رخ موڑ گئی)

اگلا منظر ابھرا۔۔۔(وہ پھر سے تنہا کھڑی تھی اور گود میں ایک بیٹی اٹھائی ہوئی تھی

وہ پھر سے ان کے شوہر سے ان کے بارے میں کچھ کہہ رہی تھی اور وہ خاموشی سے سن رہے تھے)

ایک اور منظر،(وہ بھاگتی ہوئی جارہی تھیں،ان کا جان قدموں سے نکلتی جارہی تھی ۔وہ اس وقت ہجوم میں بھی تنہا تھیں)ایک کے بعد ایک زخم کھلتے گئے انہوں نے آنکھیں کھول دی، گیلی سانس اندر کھینچی۔ گزشتہ سالوں کی جمع کی ہوئی ہمت کو ایک بار پھر سے مجتمع کیا اور حماد صاحب کی طرف مڑ کر دیکھا۔

ٹھیک ہے ہم چلتے ہیں حماد، میں نے ان کو معاف کیا" یہ کہہ کر وہ جلدی سے اپنے کمرے کی جانب چلی گئی۔ حماد صاحب کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔وہ جانتے تھے ان کی ہمسفر ان کو مایوس نہیں کرے گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حماد صاحب نے اب رخ موڑ کر عنایہ اور عائزل کی طرف دیکھا

"بچو آپ بھی تیاری کر لو میں اور آپکی ماما جارہے ہیں آپ لوگ عابش اور معیز کو تیار کر لینا آپ لوگوں کو بھی لینے آجائیں گے کل" حماد صاحب کا لہجہ ابھی بھی نم تھا۔آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔

"لیکن بابا ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں نہ" عنایہ بے چینی سے بولی۔

اس سے پہلے کے حماد صاحب کچھ بولتے عائزل کھڑی ہوئی دو قدم آگے بڑھی۔

"ٹھیک ہے بابا، آپ لوگ جاؤ پھر ہم کل آجائیں گے"

حماد صاحب نے عائزل کے سر پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا مسکرا کر سر ہلایا اور کمرے میں چلے گئے۔

ان کے جاتے ہی عنایہ عائزل کی طرف گھومی "کیوں ہم کیوں نہیں جا سکتے"

"ہم ایک دن بعد بھی چلے جائیں گے تو کچھ نہیں ہونے لگا" عائزل نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"کیا اس طرح سے تم اس تکلیف سے بچ جاؤ گی؟ تم چاہے وہاں آج جاؤ یا کل لیکن تمہیں وہاں جانا ہی ہے اس لیے خود کو مضبوط کرو" عنایہ اسے نرمی سے کہہ کر واپس کچن میں چلی گئی۔ اسے وہ برتن سمیٹنے تھے جو اس نے ناشتے کے لئے رکھے تھے کیونکہ ناشتے کا ارادہ اب کسی کا بھی نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

معیز اور عابش جب تک واپس آئے تب تک حماد صاحب اور خدیجہ بیگم جا چکے تھے۔

عنایہ کچن میں مصروف ان کے لیے کھانا بنا رہی تھی جبکہ عائزل کا نام و نشان وہاں نہیں تھا۔

عابش اپنا یونیفارم تبدیل کر کچن میں رکھے چھوٹے سے ڈائیننگ ٹیبل پر آ کر بیٹھ گئی جس کے گرد چھ کرسیاں رکھی گئی تھیں معیز بھی ساتھ ہی آ کر براجمان ہو گیا۔

"آپی آپکو پتہ ہے میرے پورے 80٪ مارکس آئے ہیں "معیز ابھی تک حیران تھا مگر اس بار اس کے لہجے میں خوشی بھی تھی۔ مگر عنایہ نے اس کی بات کے جواب مین کچھ نہیں کہا۔ وہ مصروف سی کھانا بناتی رہی۔

"مجھے تو پورا یقین ہے تم نے چیٹینگ کی تھی ورنہ معیز حماد صاحب پاس ہو جائے یہ ہی بہت ہے کہاں یہ کہ 80٪ مارکس لے آئے "عابش نے ناک پر چشمہ درست کرتے ہوئے کہا۔

"بس کرو مجھے جلنے کی بو آ رہی ہے "معیز نے ناک بند کرتے ہوئے کہا۔

"آہ بلی کے خواب میں چھیچھڑے،"عابش نے آنکھیں گھما کر کہا۔

"بلی ہو گی تم وہ بھی چشمے والی"معیز نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"آپی اس کو منع کرے ورنہ اس جاہل کا منہ توڑ دینا ہے میں نے"عابش نے دانت پر دانت جما کر کہا۔

عنایہ ان کی نوک جھونک سے لاپرواہ اپنی سوچوں میں گم کھانا نکال رہی تھی جب گرم گرم سالن اس کے ہاتھ پر گر گیا درد سے ایک کراہ اس کے منھ سے نکلی اور سالن والی پلیٹ نیچے جا گری۔معیز بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر عنایہ کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑے بولا

"اف خدایا،آپی دھیان کہاں تھا آپ کا کتنی بری طرح جل گیا ہے عابش جاو آئنٹمنٹ لے کر آؤ"عنایہ کے ہاتھ کی طرف دیکھتے ہوئے وہ فکر مندے سا بولتا ہوا وہ سب سے چھوٹا نہیں سب سے بڑا لگ رہا تھا۔ہاتھ بری طرح سرخ ہو گیا تھا جلن کے احساس سے عنایہ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔

عابش نے کچن کے کیبن سے آئنٹمنٹ نکال کر معیز کو تھما کر خود بھی عنایہ کا ہاتھ دیکھنے لگی"کیا آپی سارا ہاتھ سرخ ہو گیا"

"چلیں ادھر بیٹھیں "معیز عنایہ کو کرسی پر بٹھاتا ہوا بولا۔ عابش اس کے ساتھ ہی چہرے پر فکر لیے کھڑی تھی۔ معیز گھٹنوں کے بل بیٹھ کر آہستہ سے احتیاط کے ساتھ جلی ہوئی جگہ پر مرہم رکھنے لگا۔ مرہم کی ٹھنڈک جیسے ہی جلی ہوئی جلد نے محسوس کی ایک نئ جلن ہونے لگی۔

عنایہ نے ہونٹ دانتوں میں دبا کر آنکھیں بند کی دو آنسو ٹوٹ کر چہرے پر پھسل گئے۔

"اتنی بار بولا ہے احتیاط سے کام کیا کرے" وہ خفگی سے بول رہا تھا۔

"بس کرو اوور ایکٹنگ کی دکان" عابش نے اسے ٹوکا مگر وہ مگن سا احتیاط کے ساتھ مرحم لگاتا رہا

Clubb of Quality Content!

"یہ لیں ہو گیا" مرہم لگا کر کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

"تھینک یو معیز" عنایہ نے بھیگی آنکھوں سے کہا۔

معیز ہلکا سا مسکرا کر مڑا اور جو سالن اور پلیٹ گری تھی جھک کر اٹھائی اور نیچے گرا سالن صاف کرنے لگا۔ اسی وقت کچن میں عائزل داخل ہوئی۔ معیز کو ایسے صاف کرتا دیکھ کر

عابش کو خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔عابش کندھے اچکا کر کرسی پر بیٹھ گئی "نمبر بڑھا رہا اپنے"

"ہاں تم صرف کالج میں نمبر بڑھانا وہ اس طرح نمبر بڑھا لے گا"

عابش نے جھک کر صاف کرتے ہوئے معیز کی پشت کو ایسے گھورا جیسے کچا چبانے کا ارادہ رکھتی ہو

"تمہارے ہاتھ پر کیا ہوا" عائزل عنایہ کے ساتھ کھڑی ہوتی ہوئی بولی،تب تک معیز سارا گند صاف کر کے کھڑا ہو چکا تھا "جل گیا سالن ڈالتے ہوئے" عنایہ نے گیلی سانس اندھر کھینچتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content!

معیز سنک پر کھڑا ہاتھ دھو رہا تھا۔

عابش غصے سے منہ پھلائے بیٹھی تھی جب اچانک یاد آنے پر پوچھا "ماما کہاں ہے"

"یاد آگیا پوچھنا" عائزل نے عنایہ کا ہاتھ پکڑے غور سے دیکھ رہی تھی کہیں زیادہ تو نہیں جل گیا۔ پھر ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی معیز بھی عابش کے ساتھ والی کرسے پر بیٹھ گیا۔اب عائزل اور عنایہ ایک طرف اور عابش اور معیز ایک طرف۔

"یاد آیا، یہ بھی پوچھنا تھا کہ آپ کی چھٹیاں کب ختم ہو رہی ہیں کافی دیر نہیں ہو گئی آپ کو آئے ہوئے" عابش نے ہاتھ پر تھوڑی رکھتے ہوئے چڑانے والے انداز میں کہا، عنایہ نے تادیبی انداز سے عابش کو گھورا۔

"مم، دو ڈھائی مہینے تک تو میں نہیں جا رہی اگر تمہارا میرے بغیر زیادہ دل اداس ہو رہا ہے تو بتاؤ سال بھر کے لئے رک جاتی ہوں، پھر بتاؤ کیا خیال ہے رک جاؤں؟" عائزل نے اسی کے انداز میں میز پر رکھے ہاتھ پر تھوڑی رکھ کر کہا اور ہنستی ہوئی اٹھ گئی اور کھانا نکالنے لگی عابش نے آنکھیں گھمائی تو کھانا نکالتی عائزل بولی" دیکھنا کہیں تمھاری آنکھیں اوپر نہ چڑھ جائیں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

عابش نے حیرانگی سے عائزل کی پشت کو دیکھا اس کے اس طرح حیران ہونے پر معیز نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا" کس کو نہیں پتہ کہ جب عابش بیگم کو بات نہیں آتی تو وہ آنکھیں گھماتی ہیں"

معیز کی بات پر وہ تینوں ہنس پڑے عابش نے غصے سے سینے پر بازو باندھ لیے یہ اس کی ناراضگی کا اظہار تھا۔

عائزل تب تک کھانا میز پر لگا چکی تھی "چلو اب کھانا کھا لو ناراض بعد میں ہو جانا "عائزل نے ایک پلیٹ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا۔

عابش کو بھوک تو واقعی لگ رہی تھی اس لیے چپ چاپ کھانے لگی۔

"ویسے امی ہے کہاں "معیز نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے بولا۔

عائزل نے عنایہ کی طرف دیکھا۔اور پھر عنایہ نے صبح ہونے والی ساری روداد سنا دی۔

عائزل سکون سے کھانا کھاتی رہی جبکہ معیز اور عابش ہونقوں کی طرح عنایہ کو دیکھ رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"واقعی؟ "کافی دیر بعد جب وہ بولے تو معیز اور عابش دونوں ایک ساتھ بولے "تم دونوں کو اس میں مذاق کہاں اور کس بات پر لگا "عائزل نے دونوں کو باری بارت دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ تب تک کھانا کھا چکی تھی اس لیے اپنے حصے کے برتن اٹھانے لگی۔

"یہ اتنی نارمل کیسے ہے "عابش نے عائزل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو سنک میں کھڑے اس وقت برتن دھو رہی تھی۔عابش کی بات پر عائزل کے ہاتھ رکے تھے برتنوں پر

گرفت سخت ہوئی تھی۔ایک لمحے کے لیے اس کے دل کی دھڑکن تھمی تھی صرف ایک لمحے کے لیے۔

عنایہ نے کندھے اچکا دیے"یہ ایسی ہی ہے،ایک پل میں کنفیوزڈ اور دوسرے ہی پل کانفیڈینٹ"

"جبکہ ماما کے بعد سب سے بڑا مسئلہ ہونا ہی ان کو چاہیے"عابش کی چلتی زبان کسی کی پکڑ میں کہاں آتی تبھی عائزل برتن دھو کر اب اپنے ہاتھ خشک کر رہی تھی۔عابش کی آواز اتنی ہلکی نہیں تھی کہ اسے سنائی نہ دے۔عنایہ نے عابش کو گھورا"کیا دماغ صرف کالج کے لیے رکھا ہے تم نے،اسے گھر بھی لے آیا کرو اور اپنی زبان کو اس کے تابع رہنے دیا کرو"

عائزل نے ایک لمبا سانس لیا اور پلٹ کر پھر ان کے پاس آکر بیٹھ گئی"ہاں مجھے اب فرق نہیں پڑھتا ہشمت پور جانے یا نہ جانے سے اور اگر ماما جا سکتی ہے تو عائزل کیوں نہیں جا سکتی،مجھے کوئی مسئلہ نہیں"ایک نظر عنایہ کی طرف دیکھا"آج نہیں تو کل جانا تو تھا ہی نا"

عابش خاموشی سے کھانا کھانے لگی عنایہ بھی آہستہ آہستہ کھا رہی تھی کہ جلن ابھی بھی ہو رہی تھی۔جلا تو اس وقت کچھ اور بھی تھا مگر اسے برداشت کرنا تھا عائزل کو برداشت کرنا

ہی تھا۔وہ خود کو جتنا مرضی مضبوط ظاہر کر لیتی لیکن اندر سے وہ ڈری ہوئی تھی۔معیز اور عابش کھانا کم کھا رہے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ سرگوشیاں زیادہ کر رہے تھے۔جتنی ان کی کے ایک دوسرے سے لگتی تھی اتنی ہی آپس میں بنتی بھی تھی۔

"بس کرو تم دونوں کھانا ختم کرو اور پھر اپنی اپنی پیکنگ کرنا شروع کر دینا۔

"ویسے ہم کیسے جائیں گے وہاں" عابش کو پھر سے یاد آگیا۔

"بابا لینے آئیں گے اور کیسے جائیں گے" عائزل نے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔وہی بے زار لہجہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تنگ سے بازار میں تین فٹ کی گلی، جہاں بمشکل دو موٹر سائیکل آسانی کے ساتھ گزر سکتی تھی۔ ہر طرف گھر، تنگ تاریک، انہی گھروں میں سے ایک گھر میں اگر داخل ہوں تو ہر طرف سبز رنگ کی روشنی نے ماحول کو پر اسرار بنایا ہوا تھا۔

سیڑھیوں سے چڑھ کر اوپر جائیں تو ایک کونے والے کمرے میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ سامنے چار کمپیوٹر سسٹم پڑے ہوئے تھے، ہر سکرین پر الگ الگ تحریریں چل رہی تھی دوسری طرف دیوار میں نصب ٹی وی پر نیوز چل رہی تھی۔ کمپیوٹر سکرینز کے سامنے ایک آدمی بیٹھا تھا۔ الجھا ہلیہ، سیاہ بال بکھرے بکھرے سے تھے، اور سنہری بھوری آنکھیں سرخ تھی جیسے وہ کئی دن سے ٹھیک سے سو نہ سکا ہو۔ ابھی بھی کی بورڈ پر مختلف کیز دباتے ہوئے وہ بے زار سا تھا۔

ٹی وی پر چلنے والی آوازیں کچھ اس قسم کی تھی۔

"راولپنڈی میں ہونے والے قتل کا مجرم پکڑا گیا، قاتل نے اقبال جرم کرتے ہوئے کہا کہ اس نے قتل زاتی عناد کی وجہ سے کیا تھا" سامنے بیٹھے شخص کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوسری خبر۔

"کل پشاور سے آنے والا مال ٹرک میں پراسرار طور پر آگ لگ گئی، ٹرک میں بچوں کے لیے کھلونے لائے جا رہے تھے"

اگلی خبر۔

"پاکستان کے معروف بزنس مین امتیاز احمد نے اپنی کمپنی کی اگلی شاخ کرغیزستان میں کھولنے کا اعلان کیا ہے"

کی بورڈ پر چلنے والی انگلیاں اب تھم چکی تھی اب وہ موبائل پر کوئی نمبر ملا رہا تھا۔

موبائل کی سکرین پر بڑا بڑا "مصطفیٰ کالنگ" جگمگا رہا تھا۔

دوسری گھنٹی پر ہی کال اٹھا لی گئی تھی۔

"آخر کار انہوں نے وہ غلطی کر ہی دی جس کا ہمیں انتظار تھا" اندھیرے کمرے میں ایک بھاری آواز گونجی، اس کی آواز میں ایک ٹھہراؤ تھا۔ دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"صرف ایک قتل اور ٹرک حادثے نے ان لوگوں کو محتاط ہونے پر مجبور کر دیا" اس کے ہونٹوں کو ہلکی سے مسکراہٹ نے چھوا، مسکراتے ہوئے اس کی سنہری آنکھیں چھوٹی ہو گئیں "اپنے جرائم کو چھپانے کے لیے وہ واپس اسی جگہ جا رہے ہیں جہاں انہوں نے اس کام کا آغاز کیا تھا۔ جس مقصد کے لیے تمہیں وہاں بھیجا گیا آخر کار وہ لوگ کرغیزستان منتقل ہو رہے ہیں کچھ مہینے کے لیے سمگلنگ روک رہے ہیں " لہجے میں استہزاء تھا جیسے مقابل کی چال کو اپنے حساب سے پلٹ دی ہو۔

"تو میں کیا کروں" دوسری طرف سے پہلی بار آواز گونجی تھی۔ انداز بے نیاز تھا مگر لہجے کی شوخی چھپائے نہیں چھپتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم اب یہ کرو گے میرے ڈاکٹر کی اولاد! کے اپنی دوائیوں سے نکل کر جس کام کے لیے تمہیں ادھر بھیجا گیا ہے وہ کرو" تاریکی میں بیٹھے ہوئے شخص کی مسکراہٹ گہری ہو چکی تھی۔

"کس کام کے لیے بھیجا گیا تھا مجھے" مقابل مکمل چڑانے کے موڈ میں بیٹھا ہوا تھا۔

"مصطفیٰ کو ہارون کے لیے جاسوسی کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے، کیا میں غلط کہہ رہا ہوں مصطفیٰ؟"

"مصطفیٰ وہی کرتا ہے جو اس کا دل کرے اس وقت میرا دل ہے کہ تمہاری مدد کر دی جائے" دوسری جانب سے آواز گونجی لیکن صاف پتہ لگ رہا تھا کہنے والا اس وقت اپنی ہنسی ضبط کیے ہوئے ہے۔

"ٹھیک ہے تمھیں آج ساری ڈیٹیل مل جائے گی اور کل رات کو تیار رہنا" ہارون نے کہہ کر کال کاٹ دی۔ تاریک کمرے میں ایک بار پھر خاموشی کا راج تھا، ہارون نے اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا اور آنکھیں بند کر لی جلن سی انکھوں میں ہونے لگی مگر وہ سکون سے انکھیں بند کیے بیٹھا رہا۔ پچھلے دو دن سے اس نے آرام نہیں کیا تھا۔ اس نے کسی غلطی کی گنجائش نہیں چھوڑی تھی۔ اپنے دشمن کے سب سے خاص آدمی کو ایسے قتل کروایا جیسے یہ ایک حادثہ ہو اور پھر ان کا بے حد "قیمتی" غیر قانونی سامان اڑا دیا۔ اگر وہ ان دو راتوں میں بے سکون رہا تھا تو اس نے اپنے دشمن کی کئی دن کی نیندیں حرام کر دی تھیں۔ اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلنے لگے۔ اب جب وہ مسکراتا اس کی سنہری آنکھیں چھوٹی ہو جاتی تھیں۔

Clubb of Quality Content

تبھی سوچوں کا رخ تبدیل ہوا۔ سنہری آنکھوں کے پردے پر ایک سیاہ آنکھوں کا عکس ابھرا وہ یہ سب نہیں سوچنا چاہتا تھا، مگر اس بار اس نے خود کو سوچنے دیا۔ یہ اس کا خود کو سکون دینے کا طریقہ تھا۔

سیاہ انکھوں والی لڑکی کی اب آواز اس کو سنائی دینے لگی تھی۔

"ہارون تمھین پتہ ہی میرا پہاڑوں پر گھر بنانے کو بہت دل کرتا ہے، ہر طرف پہاڑ اونچے اونچے، اور میرا گھر ان کے درمیان کسی وادی میں کتنا حسین منظر ہو گا نہ وہاں صبح شام کا" وہ شوخ سی لڑکی ہواؤں میں دیکھتی ہوئی بول رہی تھی ایسے جیسے خود کو انہی خوابوں کی دنیا میں دیکھ رہی ہو۔

Clubb of Quality Content!

"پہاڑ ظالم ہوتے ہیں۔ دور سے خوبصورت ہوتے ہیں لیکن اپنے اندر خوفناک گہرائیاں رکھتے ہیں۔ اور اگر آپ نے ایک غلطی کی وہیں آپ کی موت" وہ جو خلا میں دیکھ کر مسکری رہی تھی ہارون کی آواز پر ایک سخت نظر اس پر ڈالی۔

"ظالم تو تم بھی ہو ہارون، کسی خواب دیکھنے والے کو اس کے خواب دیکھنے سے ڈرانا ظلم ہی تو ہے" وہ لڑاکا انداز میں دونوں ہاتھ اپنی کمر پر رکھ کر بولی۔

"اگر میں بھی تمہیں ظالم ہی لگ رہا ہوں تو پھر تمہیں چاہیئے کے مرنے کا انتظار کرو اور جنت میں ہی جانا سیدھا، کیونکہ میں تو تمہیں نہیں لے کر جا رہا۔ کیا پہاڑوں پر جانا تم نے!" ہارون اسے چھیڑتے ہوئے بولا تھا۔

"بڑا آیا، میں ادھر بھی پہاڑوں میں رہوں گی اور اُدھر بھی جنت میں رہوں گی اور تم نہ لے کر جانا خود ہی چلی جایا کروں گی میں" وہ برا سا منھ بنا کر ڈوبتے سورج کو دیکھنے لگی۔ شام کی ہوائیں اس کی بھورے بال پھڑ پھڑا رہے تھے۔

ہارون نے آنکھیں کھول دی اس کا دل جلنے لگا تھا۔ آنکھوں کی جلن دل کی جلن سے کم تکلیف دہ تھی۔

Clubb of Quality Content!

☆☆

صبح حماد منزل پر ایسے لگ رہا تھا جیسے کسے ریلوے سٹیشن میں مسافر بیٹھے ٹرین کا انتظار کر رہے ہوں۔

سب کے بیگ تیار فرش پر پڑے ہوئے تھے بس اب حماد صاحب کا انتظار تھا۔

"یار یہ بابا ابھی تک کیوں نہیں آئے" عابش نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"آجایئں گے صبر کر لو" عنایہ نے اپنی کتاب سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔انتظار کرتے ہوئے اس کا کام کتاب پڑھنا ہی ہوتا تھا۔عائزل اپنے موبائل پر پتہ نہیں کیا دیکھتے ہوئے مسلسل اپنی ٹانگ ہلا رہی تھی۔معیز نے سامنے ٹی وی آن کر رکھا تھا اور اس پر میچ دیکھ رہا تھا آسٹریلیا اور انگلینڈ کا فائنل تھا۔اس لیے عابش کو زیادہ برا لگ رہا تھا کہ اس کے پاس کرنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔

"مجھ سے نہیں ہوتا صبر دو گھنٹوں سے اسی طرح بیٹھی ہوں" عابش شدید بے زار تھی۔

میچ دیکھتا معیز گردن ترچھی کر کے بولا

"میڈم جی ابھی صرف پندرہ منٹ ہوئے ہیں آپ کو دو گھنٹے لگا کر تیار ہونے کے بعد یہاں بیٹھے ہوئے"

عنایہ ہلکا سا مسکرا دی اسے یہی امید تھی۔

عابش نے کڑوا سا منہ بنا کر اسے بولا "تم تو منہ بند رکھو" اور گردن پیچھے صوفے پر پھینک دی۔

عائزل ان سب سے لاپرواہ اپنا موبائل دیکھ رہی تھی اور ساتھ میں اپنی ٹانگ مسلسل ہلا رہی تھی۔ عنایہ نے زرا سا عائزل کی طرف جھکتے ہوئے آہستہ آواز میں کہا "تم بے چین ہو کیا؟"

Clubb of Quality Content

عائزل نے نا سمجھی سے عنایہ کی طرف دیکھتے کندھے اچکائے "نہیں تو"

"تو پھر تمہاری یہ ٹانگ کیوں ہل رہی ہے؟" عنایہ نے اس کی ٹانگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

عائزل کی ہلتی ٹانگ ایک دم رک گئی "یہ تو۔۔ ویسے ہی بس" عائزل نے جلدی سے نظریں پھر سے موبائل پر جما دی۔

"تمہیں لگتا ہے کہ تم نظریں مجھ سے پھیر لو گی تو مجھے تمہارے اندر کیا چل رہا ہے پتہ نہیں لگے گا تم شاید بھول جاتی ہو کہ میں ایک سائیکاٹرسٹ بعد میں اور تمہاری بہن پہلے ہوں۔ تمہارے ساتھ ہی بچپن گزرا ہے میرا، تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں تو چلو بتاؤ کیا بات تمہیں پریشان کر رہی ہے" عنایہ کی آواز اب بھی آہستہ تھی جسے صرف وہ اور عائزل ہی سن سکتے تھے معیز میچ میں مگن تھا اور عابش چھت کو گھور رہی تھی۔

عائزل نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے موبائل بند کر دیا جیسے عنایہ کے سامنے ہار مان لی ہو۔ عنایہ کے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ ایک سائیکاٹرسٹ کی کامیابی یہ ہی ہوتی ہی جب اس کے سامنے بیٹھا انسان ان پر یقین کر کے اپنا آپ ان پر کھولنا شروع کرتا ہے۔

"ہاں میں پریشان ہوں مجھے ماما کی ٹینشن ہو رہی ہے ہمیں ان کے ساتھ جانا چاہئے" عائزل نے چہرہ جھکا کر کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ماما ہماری ماں ہے جتنا ہم سب مل کر برداشت کرتے ہیں وہ اکیلی وہ سب برداشت کر سکتی ہیں۔ اگے بولو" عنایہ نے اس کا بہانہ سن کر دوبدو بولا۔ ابھی کل یہ ان کو اکیلے بھیجنے پر تیار تھی اور اب فکر۔۔ ہنہ

"مجھے اس کا سامنا کرنے سے ڈر لگ رہا ہے" عنایہ نے اتنی آہستہ آواز میں کہا کہ اسے خود بھی بمشکل سنائی دیا۔

"کس سے ڈر لگ رہا ہے ؟" عنایہ نے غور سے اس کہ چہرے کو دیکھ کر کہا

عائزل نے نہ سر اٹھایا اور نہ ہی جواب دیا۔

"دیکھو عائزل ہم سب انسان کسی نہ کسی سے ڈرتے ہیں کوئی اس ڈر کے ساتھ ساری زندگی گزار دیتے ہیں اور کوئی اس ڈر کا مقابلہ کر کے اس سے نجات حاصل کر لیتے ہیں۔ اب تم فیصلہ کرو کہ تمہیں ان دونوں میں سے کونسا کام کرنا ہے "

"ڈر سے مقبلہ کیسے کرتے ہیں" عابش جو کب سے چھت کو گھور رہی تھی عنایہ کی طرف بھنویں اچکا کر پوچھا۔

ناولز کلب
Club Quality Content

عنایہ جو یہ ہی سمجھ رہی تھی ک عابش ان دونوں کی گفتگو سے بے خبر ہے ایک تنبیہی نظر سے عابش کو گھورا۔" کتنی بری بات ہے کہ تم دوسروں کو یہ تاثر دو کہ تم ان کی بات نہیں سن رہی جبکہ حقیقت میں تم ان کی بات سن رہی ہو"

عائزل پر کوئی فرق نہیں پڑا تھا وہ ہنوز سر جھکائے اپنی گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

"پہلی بات یہ ایک نیچرل ٹیلنٹ ہے اور دوسری بات یہ کہ یہاں کوئی دوسرا نہیں بیٹھا ہوا" عابش نے "دوسرے" پر زور دیتے ہوئے کہا۔" بہن ہوں میں تم دونوں کی چھوٹی ہوں تو کیا ہوا"

Clubb of Quality Content!

عنایہ نے ایک ٹھنڈی سانس خارج کی۔

معیز بھی ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو چکا تھا تو عنایہ نے پہلے کی نسبت زرا اونچی آواز میں کہنا شروع کیا۔

"ڈر کا مقابلہ ہم تب ہی کر سکتے ہیں جب ہم اس ڈر سے بھاگنے کی بجائے اس کا سامنا کریں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہیں ہمیں تم سے ڈر نہیں لگتا اور ہم تم سے زیادہ

مظبوط ہیں۔خود اپنی ذات کو اپنے خول سے نکال کر اسے ڈر سے متعارف کروانا ہوتا ہے۔
بس اتنا کام کرنا ہوتا ہے اور آپ اپنے ڈر سے جیت جاتے ہیں۔"

"اور اگر پھر بھی آپکا ڈر نہ جائے تو؟"معیز نے تجسس سے پوچھا۔

"تو آپ اپنے ڈر کو تب تک ڈراؤ جب تک آپ کو اس سے ڈر لگنا بند ہو جائے"عنایہ نے مظبوط لہجے میں کہا اور آخر پر ہلکا سا مسکرا دی۔یہ بھی ایک دماغی کھیل ہوتا ہے کوئی بات مظبوط لہجے میں کہہ کر آخر میں ہلکا سا مسکرا دو تو سننے والے کو وہ کام آسان لگنے لگتا ہے۔اور عنایہ حماد کو دماغوں سے کھیلنا ہی تو آتا تھا

"آہ بابا ابھی تک نہیں آئے"عابش نے پھر سے وہی رٹ لگائی۔

تبھی عنایہ کے موبائل کی گھنٹی بجی عنایہ نے کال اٹھالی۔دوسری طرف حماد صاحب تھے۔

وہ کچھ کہہ رہے تھے اور عنایہ خاموشی سے سن رہی تھی۔وہ تینوں غور سے عنایہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

عنایہ نے کال بند کی تو عابش نے جلدی سے کہا"کیا کہہ رہے تھے بابا"

"بابا کی گاڑی خراب ہو گئی ہے وہ نہیں آرہے" عنایہ نے موبائل بیگ میں رکھتے ہوئے کہا۔عابش نے ایسا منہ بنایا جیسے ابھی رو دے گی۔

"واہ کیا دن ہے آج کا" معیز نے دونوں ہاتھ ہوا میں کھڑے کرتے ہوئے کہا۔

"وہ کسی اور کو بھیج رہے ہیں" عنایہ نے معیز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"اچھا دن ہے" معیز فوراً کھسیانا ہو کر بولا

"کس کو بھیج رہے ہیں" عائزل نے بمشکل اپنے چہرے کی پریشانی چھپائی ہوئی تھی۔

عنایہ نے عائزل کی طرف بے بسی سے دیکھا اور کندھے اچکا دیے "پتہ نہیں"۔

عائزل جو کل سے مظبوط بن رہی تھی اب واضح پریشان تھی اس کی چھٹی حس تیز تھی اور وہ جانتی کچھ ایسا ہو گا جو وہ نہیں چاہتی۔یہی سارا مسئلہ تھا اسے اپنی چھٹی حس پر کچھ زیادہ ہی یقین تھا۔اس کا سارا اعتماد ہوا میں کہیں غائب ہوتا نظر آرہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ آج بھی اس اندھیرے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا مگر آج وہاں کا ماحول ذرا مختلف لگ رہا تھا۔آج کمپیوٹرز بند کر رکھے تھے اور صرف لیپ ٹاپ کی سکرین روشن تھی اور اس میں مصطفیٰ کا چہرہ نظر آرہا تھا۔سرمئی آنکھیں ہلکی ہلکی داڑھی اجلا سا رنگ اور سیاہ بال۔اپنی گردن کے گرد اس نے مفلر لپیٹ رکھا تھا جو اس کے ہونٹوں اور آدھے ناک کو ڈھانپے ہوئے تھا۔شاید وہاں سردی کافی تھی۔

ہارون کے ہاتھ میں کچھ کاغذ تھے جنہیں وہ باری باری دیکھ رہا تھا۔

"اگر تم نے مجھ سے کچھ نہیں کہنا تھا تو مجھے ادھر کیوں لٹکایا ہوا ہے بہت کام ہیں مجھے" سکرین میں مصطفیٰ بولتا ہوا نظر آرہا تھا۔شوخی اس کے لہجے کا خاصہ تھی۔

"تمہیں جو بھی کام ہیں بعد میں کرنا"ہارون نے کاغذوں سے نظریں اٹھائے بغیر کہا۔

"تو ادھر کونسا تم مجھ سے پاک انڈیا جنگ لڑوا رہے ہو فالتو میں بٹھایا ہوا ہے"وہ منہ بسور کر بولا۔ہارون نے کوئی جواب نہیں دیا وہ جھنجھلا کر رہ گیا۔اوپر سے مصیبت وہ کال بند بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ایک بار وہ ایسا کر کے دیکھ چکا تھا اس کے بعد پورا ایک مہینے کے لیے جو

اس کا حال ہوا تھا وہ صرف مصطفی ہی جانتا تھا۔پورا مہینہ اس کا صرف ایک ہزار روپے پر گزرا تھا کیونکہ ہارون نے اس کے بینک اکاؤنٹ ہیک کر دیے تھے "

بندہ کچھ بھی کر لے لیکن کسی ہیکر سے پنگا نہ لے "مصطفی نے سوچ کر ہی جھرجھری لی۔

پھر اس نے اپنی توجہ سکرین پر مرکوز کر دی اور کاغذ میں سر دیے ہارون کو دیکھنے لگا۔

دو منٹ بعد بھی جب ہارون کچھ نہ بولا تھا مصطفی پھر سے بولنے لگا۔

"ویسے اگر تمہاری جگہ میری محبوبہ ہوتی تو میں خوشی خوشی اس کو سارا دن دیکھتا رہتا مگر مسئلہ یہ ہے کہ تم مجھے کسی بھی اینگل سے لڑکی جیسے نہیں لگ رہے۔یہ اتنی نفاست سے کٹی ہوئی داڑھی اور یہ جو تمہارے مردانہ نقوش ہیں نہ۔۔۔اف اگر یہ ہی خوبصورت چہرہ کسی لڑکی کا ہوتا تو سوچو۔۔"

"میں لڑکی نہیں ہوں "ہارون نے ہلکا سا مسکرا کر اس کی بات کاٹی مگر سر ابھی کاغذوں میں گھسایا ہوا تھا۔

"ویسے تم دیکھ کیا رہے ہو؟ کہیں میری متوقع بھابھی کی تصویر تو نہیں ہے جو موصوف نظر اٹھانے کا تکلف بھی نہیں کر رہے" مصطفیٰ نے شوخ مزاج سے کہا،

مصطفیٰ کی بات پر ہارون نے بغیر سر اٹھائے ایک تصویر لیپ ٹاپ کی طرف کر دی۔

مصطفیٰ نے دیکھ کر بے اختیار کہا" استغفراللہ اتنی ڈراؤنی شکلیں دیکھ رہے ہو لاحولہ ولا قوۃ"

وہ کسی مرد کی تصویر تھی لمبا ناک اور چھوٹی آنکھیں دایئں آنکھ کی آئی برو پر ہلکا سا کٹ کا نشان اور بڑی بڑی مونچھیں وہ واقعی میں ڈراؤنا لگ رہا تھا۔

"اس کی تو شادی بھی نہیں ہوئی ہو گی یااللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے خوبصورت بنایا"

ہارون نے اب کی بار سر اٹھا کر لیپ ٹاپ کی سکرین کی طرف دیکھا"اس کی پانچ بچے ہیں اور دو بیویاں" ہارون نے مصطفیٰ کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

کیااا؟" یہ ایک صدمہ تھا۔

" یااللہ کیا تیرے اتنے خوفناک بندے کی دو شادیاں ہو سکتی ہیں تو میری ایک کیوں نہیں" مصطفیٰ آسمان کی طرف سر کیے روہانسا ہو کر بولا۔

"میں بھی اتنی دیر سے یہ ہی دیکھ رہا تھا کہ اس جیسے بندے کی شادی ہو کیسے گئی وہ بھی اتنی خوبصورت لڑکیوں سے" ہارون نے دو لڑکیوں کی تصویریں سامنے اٹھا کر کی۔

مصطفیٰ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا وہ لڑکیاں واقعی میں خوبصورت تھی۔

"منہ بند کرو اور میری بات سنو" ہارون نے مصطفیٰ کے صدمے سے بھرے چہرے کو دیکھ کر کہا۔

"تم، تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے کیا کہا ابھی۔ تم تب سے یہ دیکھ رہے تھی کہ اس کی شادی کیسے ہوئی اور مجھے لگا کوئی انفارمیشن ملی ہے جس کی وجہ سے یہاں سردی میں کھڑا تمہارے بولنے کا انتظار کر رہا ہوں" ہارون صدمے اور غصے سے بولا۔

ہارون ہلکا سا قہقہ لگا کر بولا۔

"اچھا اب میری بات سنو، یہ تینوں لوگ۔۔" وہ ابھی بول رہا تھا جب مصطفیٰ نے درمیان میں بات کاٹی

"مجھے نہیں سننا تم کرو غور و فکر اتنی دیر سے مجھے فالتو میں بٹھایا ہوا تھی اپنی یہ شکل دیکھنے کے لیے تم جاو بھاڑ میں میں بند کر رہا ہوں" وہ غصے سے تیز تیز بولتا ہاتھ اٹھا کر کال کاٹنے لگا جب ہارون بولا۔

"لگتا تمیں اپنے بینک اکاؤنٹ سے پیار نہیں جو پھر سے انہیں بند کروانا چاہ رہے ہو"

مصطفیٰ کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق ہو گیا۔

اور دانت پر دانت جما لیے اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سکرین میں پار جا کر ہارون کے دو ہتھے جڑ دے۔ایک تو اایسا زچ کرنے والا بندہ آپ کا سینئیر نہ ہو۔

"چلو اب زرا پیار سے میرے بات سنو" ہارون مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بولا

۔مصطفیٰ نے بازو سینے پر باندھ لیے اور چبتی نظروں سے سکرین کو دیکھنے لگا۔

ہارون نے آگے کہنا شروع کیا "یہ آج شام کی فلائیٹ سے کرغیزستان آرہے ہیں تم نے ائیرپورٹ سے لے کر سارے راستے جہاں جہاں وہ جاتے ہیں ان پر نظر رکھنی ہے اور مجھے آکر رپورٹ دینا، تصویریں میں تمہیں سینڈ کر رہا ہوں ان کو حفظ کرلو اور آج رات کے لیے۔۔۔" وہ ابھی بات کر رہا تھا کہ اس کے فون کی گھنٹی نے اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہارون نے مصطفیٰ کو شہادت کی انگلی دکھائی۔

مصطفیٰ نے انکھیں گھمائی اور منہ میں بڑبڑایا "کیا ان پروفیشنلزم (unprofessional ism) ہے"

دوسری طرف ہارون تنے ہوئے تاثرات کے ساتھ فون کال سن رہا تھا۔

"جی ٹھیک ہے لے لوں گا" کچھ دیر بعد ہارون نے صرف اتنا کہا اور خدا حافظ کہہ کر کال کاٹ دی۔

مصطفیٰ نے بھنویں اچکا کے اشارے سے پوچھا "کیا مسئلہ ہے"

ناولز کلب
Club of Quality Content

ہارون اپنی چیزیں سمیٹتے ہوئے مصروف لہجے میں بولا "کام آگیا ہے ایک وہیں جا رہا ہوں"

وہ اب گاڑی کی چابی اٹھا رہا تھا "آج رات بارہ بجے تیار رہنا" ہاتھ اٹھا کر شہادت کی انگلی سے تنبیہ کی

"جی بالکل تیار رہوں گا ہمیں کال کر کے ضروری کام نہیں ملتے"

وہ بھی مصطفیٰ تھا حساب برابر کیے بغیر اس کی روح کو سکون کیسے ملنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

"کب آئے گا پاپا کا ڈاکیہ" پھولے منہ کے ساتھ عابش آنکھوں پر چشمہ درست کرتے ہوئے بے زاری سے کہہ رہی تھی۔

"جس کام کا آغاز ہی ایسا ہو رہا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس کے آگے کیا ہو گا" جب کسی نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا تو اس نے ایک دوسرا تبصرہ چھوڑا۔

ابھی بھی سارے لوگ اپنے آپ میں مگن رہے۔ معیز کے میچ کا آخری اوور چل رہا تھا انگلینڈ کو جیتنے کے لیے چھ بالز میں بارہ رنز چاہیے تھے۔ عنایہ کا دھیان بھی میچ کی طرف ہی ہو گیا تھا مگر عائزل ابھی بھی موبائل ہی یکھ رہی تھی شاید اب وہ ایک گیم کھیل رہی تھی۔

عائزپ کے خیال میں سٹریس دور کرنے کا سب سے اچھا طریقہ۔

"اللہ کرے یہ انگلینڈ ہار ہی جائے" جب کسی پر بس نہیں چلا تو میچ پر غصہ سہی۔ عنایہ نے ایک افسردہ نظر عابش پر ڈالی۔

تبھی انگلینڈ کا ایک آؤٹ ہوا۔ معیز جواب تک چپ بیٹھا تھا گھوم کر عابش کی طرف دیکھا۔

"تمہارا بلڈ گروپ کیا ہی عابی" معیز کے اس طرح سادہ انداز میں سوال پر عابش نے حیرانگی سے ایسے دیکھا۔ عائزل اس غیر متوقع سوال پر سر اٹھا کر معیز کو دیکھنے لگی۔

"بی پازٹیو، کیوں" عابش کو اس سوال سمجھ نہیں آیا تھا عنایہ بھی ان دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"اتنے نیگیٹو بندے کا بلڈ گروپ 'بی پوزٹیو' کیسے ہو سکتا ہے" معیز نے تاسف سے سر نفی میں ہلا کر کہا۔

عنایہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا عائزل موبائل کی طرف دوبارہ متوجہ ہوتی مسکرا دی۔

"دفعہ ہو جاؤ تم تو" عابش نے صوفے پر پڑا ایک کشن اٹھا کر اسے دے مارا۔ ہوا میں ہی کشن کو چڑانے والی مسکراہٹ کے ساتھ کیچ کر تا وہ پھر سے میچ دیکھنے لگا تھا۔

Clubb of Quality Content

اب پانچ بالز میں بارہ رنز چاہیے تھے نئے آنے والے کھلاڑی نے پہلی بال پر چھکا لگا دیا۔

دوسری بال پر وہ بھی آؤٹ ہو گیا معیز نے گردن گھما کر عابش کو ایسے دیکھا جیسے یہ آؤٹ عابش کی غلطی ہو۔

"مجھے اس طرح مت دیکھو ورنہ تمہارا سر کھول دوں گی میں" عابش نے سخت نظروں سے گھورا۔

عائزل نے سر اٹھایا اور ٹی وی کی طرف دیکھ کر صورتحال سمجھ گئی۔ موبائل بند کر کے اب وہ بھی ٹی وی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ٹی وی کی سکرین پر ایک نیا کھلاڑی میدان کی طرف جاتا نظر آ رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"عابی تم پلیز مت دیکھو، تم اگر کالی بلی کو صرف دیکھ لو تو بیچاری سارا دن اپنا صدقہ اتار رہی ہوتی ہے"

"بس بھی کر جایا کرو تم دونوں کبھی" عنایہ نے کوفت سے دونوں کو ٹوکا۔ اور پھر تجسس سے ٹی وی کی طرف دیکھنے لگی۔

مگر دونوں میں سے کسی پر اثر نہیں ہوا۔

"انشاءاللہ ہارے گے یہ لوگ" عابش نے غصے سے کہہ کر چہرہ پھیر لیا۔

آنے والے کھلاڑی نے آتے ہی ایک اور چھکا لگایا اور انگلینڈ میچ جیت گیا۔

"دیکھا میں نے کہا تھا نہ کہ اس کی نظر ہی ایسی ہے، اب دیکھو زرا اس نے چہرا جیسے ہی پھیرا ویسے ہی انگلینڈ میچ جیت گیا"

معیز ٹی وی بند کرتے ہوئے دباد باسا ہنستے ہوئے بولا۔

عابش نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کا دروازے کی گھنٹی بجی۔

"جاؤ جا کر دروازہ کھولو اس سے پہلے کہ میں تمہیں اپنی نظروں سے راکھ کردوں" عابش نے ہوا میں ہاتھ لہرا کر دفعان ہونے کا کہا تھا۔

"آہ میں تو ڈر گیا دیکھو میرے ہاتھ بھی کانپ رہے ہیں" دروازے کی طرف جاتے معیز نے مصنوعی اداکاری سے کہا۔

"تم دونوں کبھی صلح صفائی سے بھی رہ لیا کرو" معیز کے جاتے ہی عنایہ نے عابش سے کہا۔

Clubb of Quality Content

عائزل موبائل بیگ میں رکھ رہی تھی "چھوڑو ان کو جس دن سورج مغرب سے طلوع ہوا اس دن ان کی بھی صلح ہو جائے گی" مصروف سا کہتی وہ دروازے کی طرف دیکھنے لگی جہاں سے معیز چلتا ہوا آ رہا تھا۔

"آپی ہمیں لینے آئے ہیں" عنایہ اور عائزل کی طرف باری باری دیکھتا وہ کچھ ہچکچایا تھا۔

"شکر ہے چلو چلیں" عابش فوراََ کھڑی ہوتی بولی اور ساتھ میں اپنا بیگ بھی اٹھا لیا۔

عنایہ اور عائزل بھی کھڑی ہو گئی "کون لینے آیا ہے" عنایہ نے سرسری سا پوچھا۔

"ہا۔۔۔ہارون بھائی" معیز نے عائزل کی طرف دیکھتے ہوئے دھماکا کیا تھا۔

عائزل کی انکھیں بے یقینی سے پھیل گئی۔ عنایہ نے فوراََ عائزل کی طرف دیکھا، عابش جو جوش سے چہکی تھی اس کی زبان کو بھی تالا لگ گیا تھا۔ سب نے عائزل کی طرف دیکھا اور وہ ضبط سے نظر انداز کر گئی کم از کم وہ اپنے چھوٹے بہن بھائی کے سامنے کمزور نہیں دکھ سکتی تھی۔

"جاؤ اسے اندر بلا لاؤ" عنایہ نے معیز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

معیز باہر چلا گیا تو عابش کی طرف دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جاؤ ہارون کے لیے جوس لے کر آؤ"

عابش کچن میں چلی گئی تو عنایہ نے مدھم آواز میں عائزل سے کہا۔

"عائزل پر سکون رہو"

عائزل نے ایک لمبا سانس کھینچ کر اثبات میں گردن ہلائی۔ یہ کوئی اتنا مشکل کام نہیں ہے۔ اس نے چند لمحات میں گزشتہ سالوں کے یاد کیے سارے سبق دہرائے۔ وہ اندر سے ڈر گئی تھی کمزور ہو گئی تھی مگر اس کا چہرہ پتھر کا لگ رہا تھا۔

ہارون معیز کی پیروی میں قدم اٹھاتا لاؤنج میں ہی آ رہا تھا۔ باہر دھوپ تھی اس لیے اس کی آنکھوں کو گھر کے اندر داخل ہونے پر اندھیرا لگ رہا تھا مگر وہ متوازن چال چلتا اندر آ گیا۔

"اسلام و علیکم" عنایہ کی طرف دیکھتا اس نے بلند آواز میں کہا۔

وہ شاید پانچ سال بعد ان سب سے مل رہا تھا ان پانچ سالوں میں بہت کچھ بدلہ تھا۔ کچھ بھی پہلے جیسا نہیں رہا تھا ماحول میں عجیب سا تناؤ تھا۔

"و علیکم اسلام" عنایہ نے سر کے خم سے جواب دیا۔

عائزل نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔پلین سفید شرٹ کے ساتھ بلیک پینٹ پہنے ہاتھ میں کار کی چابیاں اور کلائی پر سیاہ گھڑی۔سیاہ بال پیچھے کی طرف پھینکے ہوئے تھے اور چھ فٹ سے نکلتا قد اس کی شخصیت کو مزید پر کشش بنا رہا تھا۔دل ایک بار زور سے دھڑکا تھا۔کیا اتنے سال بعد بھی اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی کچھ نہیں بدلا تھا؟عائزل نے فوراً نظروں کا رخ بدل لیا۔اف یہ شخص !اسے اس شخص کی طرف نہیں دیکھنا تھا۔

"آؤ! بیٹھو "صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہوئے عنایہ نے مسکراتے ہوئے کہا ۔اور خود بھی مقابل صوفے پر بیٹھ گئی۔ہارون عائزل کو دیکھے بغیر سامنے صوفے پر بیٹھ گیا تب تک عابش جوس لے کر آچکی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اسلام وعلیکم ہارون بھائی "عابش ہارون کو جوس پکڑاتے ہوئے کہا۔وہ دل سے مسکرائی تھی۔ہاں جو اس کی بہن کے ساتھ ہوا تھا اس کے باوجود وہ ہارون کے لیے اپنے دل میں کوئی رنجش یا نفرت نہیں پال پائی تھی۔

ہارون نے گلاس پکڑتے ہوئے مسکرا کر ہلکا سا سر کو خم دیا۔

"کیسے ہو ہارون "عنایہ نے خوش اخلاقی سے کہا۔

ٹھیک ہوں عنایہ، آپ کیسی ہو" رسمی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا گیا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں" لاؤنج میں بیٹھے افراد میں سے اس وقت صرف عنایہ اور ہارون ہی مسکرا رہے تھے عائزل ادھر ادھر دیکھ رہی تھی اور معیز کھڑا عابش کو دیکھ رہا تھا جو ایک طرف کھڑی ہارون کو ایکسرے کرتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

معیز نے عابش کو آنکھیں دکھا کر باز آنے کا کہا مگر عابش نے معیز کو ایسے نظرانداز کیا جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔ معیز نے اکتا کر چہرہ دوسری جانب کر لیا۔

"اور معیز تم کیا کرتے ہو؟" ہارون نے ایک چھوٹا سا گھونٹ بھر کر معیز کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

Clubb of Quality Content!

"میں۔۔۔" معیز کے الفاظ ابھی منہ میں ہی تھے جب عابش درمیان میں بول اٹھی۔

"یہ اولیولز کر رہا ہے"

ہارون نے اثبات میں سر ہلایا "آگے کا کیا پلین ہے" پھر سے چہرہ معیز کی طرف کر کے سوال کرتا جوس کا ایک گھونٹ بھرا۔

پھر سے عابش نے جواب دینے کے لیے منھ کھولا ہی تھا کہ معیز عابش کی طرف دیکھتا بولا۔

"عابی میں ہوں نہ۔۔۔ میری زبان بھی ہے۔ میں بتاتا ہوں"

عابش نے برا سا منھ بنا کر آنکھیں گھمائی۔

"میں اس کے بعد آرمی میں اپلائے کروں گا" ہارون دبا دبا سا مسکرا دیا۔

"یہ دونوں اب بھی ویسے ہی لڑتے ہیں" اس بار یہ تبصرہ عنایہ کی طرف دیکھ کر کیا تھا۔

عنایہ نے دونوں کو ملامتی نظروں سے دیکھا اور خفیف سا مسکرا دی۔

عائزل ان سب سے لاتعلق سی بیٹھی کبھی اپنے ہاتھوں کو دیکھتی کبھی فرش کو دیکھتی کبھی کمرے کی طرف دیکھتی۔

ہارون نے کنکھیوں سے اسے دیکھا مکمل سیاہ سوٹ پر سرمئی رنگ کا حجاب اوڑھے کندھوں پر سیاہ دوپٹہ پھیلائے وہ مضطرب سی لگی۔ یقیناً وہ اس کی یہاں موجودگی سے بے چین تھی۔ ہارون کے دل پر ایک ضرب لگی تھی۔ پرانے زخم رسنے لگے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ پانچ سال بعد بھی اس کے ہر انداز سے واقف تھا آخر کیا بدلا تھا ان پانچ سالوں میں !

حجاب کے ہالے میں چمکتا اس کا شفاف چہرہ اس وقت اسے پھیکا پھیکا لگا اس کی سیاہ آنکھوں اس وقت وہ نہیں دیکھ سکتا تھا اگر وہ دیکھ لیتا تو جان لیتا کہ اس کی سیاہ آنکھیں مکمل ویران تھی اور وہ اس کی ویرانی کا ذمیدار تھا۔اب مزید بیٹھنا مشکل لگ رہا تھا۔

ہارون جوس کا گلاس میز پر رکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا" چلیں اب چلتے ہیں"

"'' ارے جوس تو ختم کر لیتے" عنایہ میز پر رکھے گلاس کو دیکھ کر کہا جس سے اس نے بس دو گھونٹ بھرے تھے۔

نہیں ابھی کے لیے اتنا ہی کافی ہے" مسکرا کر کہتا وہ باہر کی طرف قدم اٹھانے لگا تو معیز اس کے پاس سے گزر کر اپنا بیگ اٹھانے لگا معیز کے بیگ کے پاس ہی ایک اور بیگ رکھا تھا ہارون نے بڑھ کر وہ بیگ اٹھالیا اور پلٹ کر عنایہ کی طرف دیکھا"ہم باہر ہیں، آجائیں"

مگر جب وہ واپس پلٹنے لگا تو عائزل کی طرف نظر اٹھی جو الجھی اور گنگ سی اسے ہی دیکھ رہی تھی یہ پہلی بار تھا جب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔سیاہ آنکھیں بھوری آنکھوں سے ملی تھیں۔ہارون کا دل زور سے دھڑکا۔مگر تبھی عائزل نے تنفر سے اپنا رخ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری طرف کر لیا۔ہارون کو لگا جیسے اس کے جسم کو کوئی حصہ کٹ گیا ہو۔ لیکن وہ اس بے رخی کا حق دار تھا۔اور اس سوچ پر وہ خود پر رحم کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

جب وہ دونوں باہر چلے گئے تو عابش نے کہا۔

"ان کو صرف عائزل کا بیگ نظر آیا کیا؟"

عنایہ جو پہلے ہی مشکل سے ہنسی ضبط کیے تھی عائزل کا چہرہ دیکھ کر کھلکھلا کر ہنس دی۔

عائزل نے کھا جانے والی نظروں سے عنایہ کو دیکھا اور عابش کو دیکھ کر کہا۔

"چلو یہ گلاس اندر رکھ کر آؤ اور دھو کر رکھ کر آنا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

عابش غصہ پیتی پیر پٹختی گلاس اٹھائے کچن میں چلی گئی۔

"آرام سے عائزل اسے تھوڑی نہ پتہ تھا یہ تمہارا بیگ ہے اور ہمارے بیگ تو دوسری طرف پڑے تھے ورنہ ہارون وہ بھی اٹھا لے جاتا" عنایہ اپنی ہنسی پر قابو پاتی آہستہ سے کہہ رہ تھی۔

"یہ شخص وہ ہے جس نے مجھے بیچ راہ میں چھوڑا تھا تم اس کے ساتھ ایسے کیسے بات کر سکتی ہو جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہیں۔اس کی اس طرح کی حرکت پر تم کیسے ہنس سکتی ہو۔ کیا تمہیں میری وہ حالت یاد نہیں آتی جس کا ذمیدار وہ ہے۔کم از کم مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی عنایہ "عائزل غصے سے کہہ کر باہر کی طرف چلی گئی۔

"کیونکہ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ باتیں کھول دی جائیں تو انسان پر نا گوار گزرتی ہیں عائزل۔اس لیے اچھا ہی ہے کہ تم حقیقت سے ناواقف ہی رہو "عائزل جا چکی تھی اس نے کچھ نہیں سنا تھا۔عنایہ کا مقصد اسے سنانا تھا بھی نہیں۔ساتھ میں اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے بولی "عابی آجاؤ یار"

عابش کچن سے نکل کر بھاگتی ہوئی آئی۔اور اپنا بیگ اٹھا کر باہر کی طرف چلی گئی۔

ہارون ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا اور معیز ویسے ہی گھر کے دروازے کے پاس کھڑا تھا ۔جب اس نے عائزل کو نکلتے دیکھا۔وہ وہیں معیز کے پاس کھڑی اسے کچھ کہہ رہی تھی۔

ان گزرے سالوں میں اس کی شخصیت میں ایک وقار در آیا تھا۔ہارون ہلکا سا مسکرا کر سر جھٹک گیا۔

جب عنایہ اور عابش باہر نکلی تو معیز نے دروازے کا لاک لگایا اور سب ایک ساتھ گاڑی میں بیٹھے ہارون نے بیٹھتے ہی کار سٹارٹ کر دی سارے سفر میں اگر کوئی ہلکی پھلکی بات ہوئ بھی تو ہارون اور عنایہ کے درمیان یا کبھی کبھار ہارون فرنٹ سیٹ پر بیٹھے معیز سے کوئی بات چھیڑ لیتا باقی تمام سفر خاموشی سے کٹتا گیا۔

پانچ سال سے قایم دیواریں پانچ منٹ کی ملاقات سے گر نہیں جاتی کبھی کبھی تو یک عرصہ لگتا ہے اور کبھی پوری زندگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

ہشمت پور کی حدود میں داخل ہوتے ہی ایک عجیب سی بے چینی چھانے لگی تھی۔

"پانچ سال میں یہاں کچھ بھی نہیں بدلہ" عنایہ نے کار کی ونڈو سے باہر جھانکتے خود سے تبصرہ کیا

اس کا لہجہ کھویا کھویا سا تھا جیسے وہ ماضی اور حال کو ایک ساتھ دیکھ رہی ہو۔

"ارے یہ مٹی کی ڈھیری ابھی تک ویسے کی ویسی ہے، یاد ہے معیز ہم کتنا کھیلتے تھے اس پر چڑھ کر" عابش سڑک کے کنارے بنی ایک اونچی سی مٹی کی ڈھیری کو دیکھ چہک کر بولی۔

معیز نے اس کا نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور ہلکا سا مسکرا دیا شاید اسے یاد ہو۔

"چیزیں نہیں بدلتی معیز، انسان بدل جاتے ہیں" عائزل نے بہت ہلکی آواز میں کہا تھا مگر اتنی ہلکی بھی نہیں تھی کہ ہارون کو سنائی نہ دے۔ اس نے پہلی بار عائزل کی آواز سنی تھی یا یہ کہنا کہ پانچ سال بعد سنی تھی۔ اس کی آواز میں جو چنچل پن کبھی ہوا کرتا تھا وہ کہیں کھو گیا تھا۔ اس کا گلٹ اب بڑھنے لگا تھا۔ اسے حماد کو اس کام کے لیے ہاں نہیں کہنی چاہیے تھی۔

سرسبز کھیت ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے لہلہاتے ہوئے اتنے خوبصورت لگتے کہ جی کرتا کھڑے ہو کر بس دیکھتے رہو۔ کھیت کے کناروں پر قطار میں بڑے بڑے درخت لگے تھے نظر گھما کر سامنے کی طرف دیکھتے تو سڑک کے دونوں جانب اسی طرح بڑے بڑے درخت لگے ہوئے تھے جو اوپر جا کر آپس میں مل جاتے اور ایک کینوپی سی بنا دیتے۔ اس لیے دھوپ

ہونے کے باوجود سڑک پر سایہ تھا کہیں کہیں سے ایک دو درخت کٹے ہونے کی وجہ سے وہاں دھوپ گر رہی تھی۔

عائزل نے ایک لمبی سانس اندر کھینچی اور آنکھیں بند کر کے سر سیٹ کی پشت پر ٹکا دیا۔ کسی وقت میں یہ منظر اس کا سب سے پسندیدہ منظر تھا مگر اب یہ سب دیکھنا اسے تکلیف دے رہا تھا۔

اچانک گاڑی رکی تو عائزل نے تیزی سے آنکھیں کھول دی۔ گھر آگیا۔ دل اتنی تیزی سے دھڑکا کہ اس کے کانوں میں اس کی دھڑکن سنائی دے رہی تھی۔

اس نے سر اٹھا کر دیکھا وہاں ابھی تک کھیت ہی تھے اس نے آگے کی طرف دیکھا تو ہارون گاڑی کا شیشہ نیچے کیے کسی سے بات کر رہا تھا۔ عائزل نے سر باہر کی طرف کر کے دیکھا وہاں کوئی بوڑھا سا آدمی تھا جو کندھے پر بیلچہ رکھے ہارون سے بات کر رہا تھا۔

عائزل کو اس کا چہرہ کچھ جانا پہچانا لگا۔ پھر زیر لب کہا "اصغر چاچا" چہرے پر ایک شناسائی سی پھیل گئی۔ وہ ان کے گھر کا پرانا ملازم تھا عائزل نے ہلکا سا مسکرا کر دوبارا دیکھا وہ

کافی بدلے بدلے لگ رہے تھے یا شاید بوڑھے لگ رہے تھے۔ہارون کوئی بات اصغر چاچا سے کہہ رہا تھا اور بدلے میں وہ شکایتی انداز میں کہہ رہا تھا

"اچھا چاچا میرے ساتھ حماد ماموں کے گھر والے ہیں میں ان کو گھر اتار کر آتا ہوں پھر یہ مسئلہ بھی حل کر لیتے ہیں آپ جاؤ کھیت میں "ہارون شائستگی سے کہہ رہا تھا۔

"کیا حماد کے گھر والے آئے ہیں بڑی دیر لگادی واپس آنے میں "وہ جو پہلے شکایت کر رہے تھے ایک دم سے ہی اشتیاق سے بولے۔

ہارون کی مسکراہٹ گہری ہوئی اس نے معیز کی طرف دیکھ کر کہا "چاچا یہ حماد ماموں کا بیٹا ہے"

معیز ہارون کے اس طرح کہنے پر باہر نکل گیا اور اصغر چاچا کے پاس جا کھڑا ہوا۔

عابش عنایہ نرم مسکراہٹوں کے ساتھ سب دیکھ رہی تھی۔

آسان تو نہیں ہوتا جس جگہ سے آپ کو محبت ہو اس جگہ کو چھوڑ کر جانا اور پھر واپس اسی جگہ پر واپس آجانا مگر ساتھ میں کئی تکلیف دہ یادوں کے ساتھ اجنبی بن کر۔

Clubb of Quality Content!

اس جگہ اگر سب سے زیادہ کسی کے ساتھ ظلم ہوا تھا تو وہ خدیجہ بیگم تھی اس جگہ اگر کسی کے دل کی دنیا ویران ہوئی تھی تو وہ عائزل تھی۔ باقی سب کے لیے یہ ایک دکھ سکھ کا آشیانہ تھا۔

اصغر چاچا پر جوش سے معیز کے ساتھ مل رہے تھے معیز بھی مسکرا کر ان کی کسی بات کا جواب دے رہا تھا۔ عائزل نے سننے کی کوشش نہیں کی تھی۔

اصغر چاچا پھر سے ہارون کی طرف دیکھ کر بولے۔

"تو ان کو گھر چھوڑ آ تھک گیے ہوں گے میں پھر آؤں گا ان سب سے ملنے" ان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ کتنے خوش تھے۔

ہارون نے سر ہلا کر گاڑی سٹارٹ کر دی معیز گھوم کر آ کر بیٹھ گیا تو گاڑی پھر سے چلنے لگی اصغر چاچا وہیں کھڑے رہ گئے۔

"اصغر چچا تو آج بھی ویسے ہی ہیں جیسے بچپن میں تھے ہمیشہ کی طرح کائینڈ اور مخلص" معیز نے مسکرا کر بیک ویو مرر میں نظر آتے اصغر چچا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"ہاں کچھ انسان بھی نہیں بدلتے بس لوگوں کا دیکھنے کا نظریہ بدل جاتا ہے، معیز"

ہارون نے بلند آواز میں کہا تھا۔کار میں ایک دم خاموشی چھا گئی۔سب جانتے تھے یہ بات

عائزل کی بات کے جواب تھا۔عائزل کے اندر ایک دم ہی غصہ ابلنے لگا جسے بدقت اس نے

قابو کیا۔

تقریباًپانچ منٹ بعد گاڑی رکی اس بار عائزل پہلے کی نسبت چونکی نہیں تھی مگر

ہچکچاہٹ بہت زیادہ تھی۔

ہارون گاڑی ایک جگہ کھڑی کرتے اترا معیز بھی ساتھ میں ہی اتر گیا۔

ان کے پیچھے سارے آہستہ آہستہ باہر آ گئے

عنایہ نے سر اٹھا کر اس حویلی کو دیکھا جس کی بیرونی دیوار پر بڑے بڑے لفظوں میں

لکھا تھا

"فاروق منزل "عائزل کچھ دیر کھڑی اس نام کو دیکھتی رہی۔اس کے کانوں میں قہقے

گونجنے لگے تھے ایک ضعیف مگر باوقار آواز کے ساتھ بہت سی کھلکھلاہٹیں۔گلا رندھنے لگا

Clubb of Quality Content

تھا۔اسنے سوچوں کو ذہن سے جھٹکا۔ہارون اندر جا چکا تھا وہ چاروں بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہوئے وہاں کچھ بھی نہیں بدلہ تھا سب کچھ ویسا ہی تھا ہاں ایک چیز نئ تھی وہاں پر۔

ویرانی

کسی زلزلے کے آنے کا بعد جو ویرانی چھائی ہوتی ہے بالکل ویسی ہی ویرانی۔فرق بس اتنا تھا کہ یہاں کے در و دیوار سلامت تھے لیکن شاید رشتے بکھر گئے تھے۔سامنے کی طرف کمروں کی ایک قطار شروع ہو رہی تھی جو بائیں طرف کی دیوار کے ساتھ بھی جاری تھی ۔دائیں طرف ایک کمرہ تھا عائزل کو یاد تھا وہ کمرہ اسے کتنا عزیز ہوا کرتا تھا یہاں فاروق صاحب کی لائبریری ہوا کرتی تھی۔یہاں وہ اکثر گھنٹوں فاروق صاحب کے ساتھ بیٹھ کر کتابوں پر الجھا کرتی تھی۔آہ چیزیں واقعی نہیں بدلتی یہ تو انسان ہوتے ہیں جو دیکھنے کا نظریہ بدل جاتے ہیں اور پھر ہر چیز بدلی بدلی نظر آتی ہے۔مختلف ملازم اپنا کام روکے انہیں دیکھ رہے تھے۔کچھ سر گوشیاں۔مگر وہ سب سر کے اشارے سے سلام کرتے آگے بڑھ گئے۔

ہارون کے پیچھے چلتے وہ لوگ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔کمرے مین نیم تاریکی سی تھی۔سامنے پلنگ پر ایک بوڑھی سی عورت لیٹی ہوئی تھی۔وقت اپنی چھاپ جھریوں کی

صورت میں چھوڑ گیا تھا۔ہاتھ کی نسیں پھولی ہوئی اور سر کے بال سفید،وہ چاروں کمرے کے دروازے میں ہی کھڑے تھے جبکہ ہارون آگے جا کر اس بوڑھی عورت سے مل رہا تھا۔

کمرے میں رکھے صوفے پر حماد صاحب اور خدیجہ بیگم بیٹھے ہوئے تھے حماد صاحب نے گردن کے اشارے سے ان کو اندر آنے کہا۔

وہ سیدھے حماد صاحب کے پاس پہنچ گیے

ہارون اس بوڑھی عورت کو اٹھا کر بٹھانے میں مدد کر رہا تھا اور وہ کانپتی آواز میں ہارون سے کہہ رہی تھی

"تم تو بھول ہی جاتے ہو کہ تمہاری ایک نانی بھی ہے جو مر رہی ہے کبھی ملنے آ جاؤں مگر نہیں" شاید اس نے کمرے میں کسی اور کی موجودگی نہیں محسوس نہیں کی تھی۔

ہارون مسکرا کر سن رہا تھا۔

ابھی نانی پرسوں مل کر گیا تھا میں آپ کو" ہارون نے انہیں یاد کروایا۔

"کل تو نہیں آئے نہ" وہ بھی دو بدو بولی۔آواز میں کپکپاہٹ تھی۔

ناولز کلب
Club for Quality Content

ہارون ہلکا سا ہنس دیا سب لوگ انہیں دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

"اب تو آ گیا ہوں نا، دیکھیں کون آیا ہے میرے ساتھ" ہارون ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

پلنگ پر لیٹی عورت نے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھنے کی کوشش کی پھر جیسے پہچان لینے پر خوشی سے حماد صاحب کی طرف دیکھ کر کہا۔

"حماد یہ تیرے بال ہیں نہ" وہی پنجابی اردو سے ملا جلا لہجہ۔

حماد صاحب نے کھڑے ہو کر اثبات میں سر ہلایا"جی اماں" خدیجہ بیگم بھی ساتھ ہی کھڑی ہو گئی۔ مغموم سی مسکراہٹ ان کے چہرے پر آ ٹھہری۔

"آہ میرے بچو! ادھر آؤ دور کیوں کھڑے ہو" سکینہ بیگم نے آنسو گھلی آواز میں کہا۔

وہ چاروں پلنگ کی طرف چل پڑے۔

وہ باری باری سب سے مل رہی تھی سب کا چہرہ پکڑ پکڑ کر دیکھ رہی تھی کسی کا چوم رہی تھی ان کے بوڑھے ہاتھوں میں لرزش تھی۔

یہ وہیں تھیں جوان کو اپنے ارد گرد دیکھنا پسند نہیں کرتی تھیں۔ مگر اب۔۔

ہارون نے ترحم سے اس منظر کو دیکھا خدیجہ بیگم اسی کو دیکھ رہی تھی۔ہارون نے ان کی طرف دیکھا تو سر کے خم سے سلام کیا خدیجہ بیگم نے اثبات کے اشارے سے جواب دیا۔

کچھ پل وہ کھڑا رہا پھر پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ باہر کی جانب چلا گیا۔اس کا کام ختم ہو گیا تھا اب اس لیے مزید ٹھہرنا مناسب نہ تھا۔

اندر سکینہ بیگم ان چاروں کو اپنے ارد گرد پلنگ پر بٹھائے باتیں کر رہی تھی اور وہ چاروں ان کو جواب دے رہے تھے۔

شاید یہ خون کی کشش تھی جو اتنے عرصے سے بنی دیواروں کو آ گرچہ گرایا نہیں تھا مگر دیوار کے پار دیکھنے کے قابل بنایا تھا۔وہ چاروں سب کچھ بھلائے اپنی بڑی بی سے مل رہے تھے۔یا شاید سب کچھ یاد رکھتے ہوئے معاف کرنے کے بعد مل رہے تھے۔

ہارون ان کو وہیں چھوڑ کر اپنے گھر کی طرف چلا آیا وہ گھر کم اور محل زیادہ لگتا تھا دیہاتوں میں عموماً لوگ اتنے بلند اور عالیشان گھر نہیں بنایا کرتے مگر یہاں کہ مکین شاید کسی اور ہی دنیا کے تھے۔

جتنی ویرانی فاروق منزل.ں میں تھی اس سے کئی زیادہ وحشت ہارون کے اس محل نما گھر میں تھی۔ کسی پرندے کو پر مارنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ یہاں کی مکیں ایک دوسرے سے بات نہیں کیا کرتے تھے بس نوکروں کو پیغام دیا کرتے تھے۔اتنے بڑے محل میں دو لوگوں کے علاوہ ملازموں کی آیک فوج رہا کرتی تھی مگر خاموشی اس قدر کے قدموں کی آواز بند کمروں میں بھی سنائی دے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون اپنے کمرے میں بیٹھا آنکھیں بند کیے سوچوں میں گم تھا جب شمیم ہلکی سی دستک دے کر اندر داخل ہوئی۔ہارون نے آنکھیں نہیں کھولی۔"ہارون بیٹا کھانا لاؤں؟"مرجھائی سی آواز آنکھوں کے گرد حلقے کمزور سا جسم۔اور چہرے پر رقم اداسیاں۔وہ اس عالیشان محل کی مالکن نہین لگتی تھیں۔ لیکن ایک وقت تھا جب وہ یہاں کی ملکہ تھی۔وقت نے سارے مہرے ہلا دیے تھے۔

ہارون نے بند آنکھوں کے ساتھ نفی میں سر ہلا دیا۔

شمیم کا چہرے کی جوت بجھ گئی وہ ماں تھی وہ چاہ کر بھی اپنئ بیٹے سے دور نہیں رہ سکتی تھی۔

"بس کرو ہارون ختم کردو اب یہ اجنبی پن ماں ہوں میں تمہاری میرا خون ہو تم یوں پرایا تو نا کرو" بے چارگی کی انتہا تھی جو اس وقت شمیم کے لہجے میں تھی۔

"ماما جاتے ہوئے دروازہ بند کر دیجیئے گا اور کسی بھی ملازم کو میرے کمرے میں ہر گز مت بھیجئے گا" آنکھیں ہنوز بند کیے بیگانہ انداز میں کہتا وہ ان کا بیٹا نہیں لگ رہا تھا۔

شمیم نے بے بسی سے اپنے اکلوتے بیٹے کو دیکھا بہت سے آنسو لیے وہ پلٹ گئی۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر اس نے آنکھیں کھول دی۔ہارون نے ایک نظر بند دروازے کی طرف دیکھا جہاں شمیم کچھ دیر پہلے کھڑی تھی۔

"آہ ماں کاش آپ نے وہ سب نہ کیا ہوتا" وہ قدرے یاسیت سے خود سے ہی گویا ہوا تھا۔

کمرے میں اب اندھیرا تھا۔رات چھا رہی تھی۔مگر اس نے کمرے میں روشنی کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔

کچھ دیر وہ یوں ہی بیٹھا رہا پھر ٹائم دیکھا گھڑی نو بجے کا ٹائم دکھا رہی تھی۔وہ تیزی سے اٹھا اور اپنا لیپ ٹاپ آن کیا جلدی سے مصطفیٰ کو کال ملائی دوسری ہی گھنٹی پر کال اٹھا لی گئی تھی
۔

سکرین میں مصطفیٰ کھڑا نظر آ رہا تھا سیاہ ٹریک سوٹ سیاہ پی کیپ سر پر رکھے اور سیاہ رومال منھ پر باندھے وہ بلکل جاسوس لگ رہا تھا۔

"ایک دم چور لگ رہے ہو" ہارون نے اسے دیکھتے ہی کہا۔کچھ دیر پہلے کی اداسی اور پچھتاوے ہوا میں کہیں غائب ہو گئے تھے۔

مصطفیٰ نے ایک نظر خود کو دیکھا پھر رومال نیچے کرتا بولا "ہاں میں بھی کہوں آج میں ہارون احمد جیسا لگ رہا ہوں۔چلو خیر ہے" مصطفیٰ اسی کے لہجے میں بولا۔

"تم نے ائر پورٹ سے ان کا پیچھا کیا تھا کیا کچھ ایسا ہے کہ مجھے معلوم ہونا چاہئے؟" ہارون نے اس کی بات نظر انداز کرتے کہا۔

"وہ تینوں ائر پورٹ پر اترے اور ایک اچھی فیملی کی طرح ہوٹل پر جا کر اتر گئے" مصطفی اپنی کلائی پر جی پی ایس گھڑی باندھتے ہوئے بولا۔

"اس کے علاوہ" ہارون نے ایک آئی برو اٹھا کر پوچھا۔

"ہاں یہ کہ وہ اپنی بیویوں کے درمیان بہت انصاف کرتا ہے دونوں کو ایک ساتھ کرغیزستان لے کر آیا ہے اور دونوں کو ایک ہی ہوٹل میں ٹھہرایا ہے زندگی ہو تو اس بندے جیسی"

ہارون ہلکا سا مسکرا دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس کے علاوہ"

"اس کے علاوہ یہ کہ وہ اپنی خوبصورت بیویوں کو میری ٹیکسی میں ہی ہوٹل لے کر گیا" ایک فاتحانہ سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر آگئی تھی سرمئی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔اب وہ سیاہ رنگ کے دستانے پہن رہا تھا" پھر راستے میں میری گاڑی خراب ہوئی تو بیچاروں کا دو گھنٹے انتظار کرنا پڑا روڈ پر۔کوئی اور ٹیکسی بھی نہیں جا رہی تھی۔ چچ چچ" وہ ایسے بول رہا تھا جیسے کہانی سنا رہا ہو۔

"بس پھر انتظار کرتے کرتے مجھے ان کے بیگ سے بلوپرنٹس مل گئے ان کے ٹھکانے کے "آخر میں وہ ہلکا سا قہقہہ بلند کرتے ہنس دیا۔

"آہ مصطفی۔خوش کر دیا تم نے "ہارون واقعی خوش تھا

"اپنی منزل کی طرف ایک اور قدم "اس کا ریشہ ریشہ جوش سے پھر گیا تھا

"زہے نصیب جو ہارون احمد کو خوش کرنے میں کامیاب ہو سکے "

"تیاری مکمل؟"ہارون اب سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا۔بس اتنی سے خوشی بہت تھی۔

"یس باس "مصطفی فوجیوں کے سے انداز میں کہا۔

"چلو پھر نکلو کام پر "ہارون کے ایسے کہتے ہی مصطفی نے کال بند کر دی اور گلے میں ایک گول چھوٹے سکے جیسا لاکٹ پہن لیا۔

لاکٹ مکمل سیاہ رنگ کا تھا اور درمیان میں ایک چھوٹا سا کیمرہ لگا تھا اس کے پہنتے ہی وہ کیمرہ آن ہو گیا اور اس کیمرے کے ذریعے ہارون وہ سب دیکھ سکتا تھا جو مصطفی دیکھ رہا ہو گا۔

Clubb of Quality Content

کچھ دیر بعد مصطفیٰ ایک تاریک راہداری سے گزر رہا تھا بغیر چاپ پیدا کیے وہ سیاہ رات کی تاریکی کا ایک حصہ لگ رہا تھا۔ مگر اس کی سرمئی آنکھین چمک رہی تھی اس تاریکی میں بس وہیں آنکھیں چمک رہی تھی۔

کان میں لگے ائر پیس سے وہ ہارون سے جڑا ہوا تھا۔ ہارون تھوڑی دیر بعد اسے کوئی ہدایت دے دیتا۔

اب مصطفیٰ ایک تہہ خانے کی سیڑھیاں اتر رہا تھا۔

آہستہ آہستہ چلتا وہ ہر چیز کی تصویر لے رہا تھا جو اسے زرا سی بھی غیر معمولی لگ رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

تہہ خانے کے ایک طرف ایک میز پڑا تھا اور میز پر کچھ کاغذ بکھرے پڑے تھے اور ہیٹر آن تھا۔

"کاغذ کھلے پڑے ہیں ہیٹر بھی آن ہے اس کا مطلب وہ لوگ وہاں ہی تھے اور اب دوبارہ بھی آسکتے ہیں" مصطفیٰ باریکی سے ہر چیز کا جائزہ لیتے کہہ رہا تھا۔

"مصطفیٰ وہ کسی بھی وقت آسکتے ہیں نکلو وہاں سے" ہارون فکرمندی سے بولا۔

اسی لمحے سیڑھیوں سے کسی کے اترنے کی آواز آنے لگی۔

"کوئی آرہا ہے" مصطفیٰ نے نارمل سے انداز میں کہا۔

"تو پھر چھپو کہیں یا ان سے ملنے کا ارادا ہے تمہارا" ہارون نے ضبط سے دانت پر دانت جما کر کہا۔

مصطفیٰ چارون طرف گھوم گیا وہاں ایسی کوئی جگہ نہیں تھی جہاں وہ چھپ سکتا کچھ گتے کے ڈبے پڑے تھے اور کچھ الماریاں۔

قدموں کی آواز قریب آرہی تھی۔

"چھپو مصطفیٰ جلدی" اب کی بار وہ بے بسی بھرے غصے سے بولا۔

"کہاں چھپوں دیوار میں" مصطفیٰ ادھر ادھر دیکھتا ہڑبڑاہٹ میں بولا۔

"یا اللہ" ہارون بے بسی کی انتہا پر تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ پل بھر میں وہاں سے مصطفیٰ کو نکال کر لے آئے۔

اتنی دیر میں قدموں کی آواز بالکل قریب آگئی ہارون نے بال مٹھی میں جکڑ لیے۔

سیڑھیوں سے اترنے والے دو آدمی تھے جبکہ ان کے سامنے کوئی بھی نہیں تھا۔

وہاں کوئی بھی نہیں تھا تہہ خانہ بالکل خالی تھا وہ دونوں آنے والے چلتے ہوئے میز کے قریب آ گئے۔ان میں سے ایک کرسی کھینچتا بیٹھنے ہی والا تھا کے مصطفیٰ نے میز کے نیچے سے نکل کر آہستگی سے ایک بندے کے گردن پر الیکٹرک ٹیزر رکھ کر دبا دیا۔

جب تک دوسرے بندے کی کچھ سمجھ میں لگی مصطفیٰ نے اس کی طرف پلٹ کر ہاتھ ہلایا

"ہیلو" دوسرے آدمی نے گھبرا کر مصطفیٰ پر حملہ کیا۔مگر مصطفیٰ مہارت سے ایک طرف جھک گیا اور اس کی گردن پر مکا جڑ دیا اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا اس پر بھی ٹیزر دبا دیا۔

اب تہہ خانے میں دو لوگ بے ہوش گرے ہوئے تھے مصطفیٰ نے جھک کر ان دونوں کی جیبوں کی تلاشی لی اور موبائل اور کچھ کاغذ لے کر جلدی سے تہہ خانے سے باہر آ گیا۔

ہارون نے ساری کاروائی خاموشی سے اور بے چینی سے دیکھی تھی۔

مصطفیٰ کے تہہ خانے سے باہر نکلتے ہی وہ اس پر ٹوٹ پڑا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مصطفیٰ یہ کس کی زمہ داری تھے کہ اس تہہ خانے کی پہلے اچھی طرح تسلی کرتا کہ وہاں کوئی ہے یا نہیں تم نہیں جانتے کہ تمہارا کسی کی نظر میں آنا ہماری تین سال کی محنت کو ضائع کر دیتا بس آئندہ کوئی بھی کام تم اکیلے نہیں کرو گے تمہارے ساتھ میرا ایک بندہ ہو گا"

اپنی کہہ کر ہارون نے اپنے کان سے ائر پیس نکال دیا پیچھے مصطفیٰ ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا۔

جب کوئی جواب نہیں ملا تو مصطفیٰ نے بھی غصے سے اپنی طرف کا ائر پیس نکال دیا۔

"حد ہو گئی ان کی بھی مجال ہیں جو کبھی خوش ہو جائے۔ پتہ نہیں کونسے کریلے چبائے ہوتے ہیں ہر وقت، اوپر سے پتہ نہیں کونسا بندہ مسلط کرنے والا ہے" وہ بڑبڑاتا واپس ہوسٹل کی طرف جا رہا تھا۔ دوسری طرف ہارون دھیمی آواز میں بڑبڑایا "ایڈیٹ" اور لیپ ٹاپ بند کر دیا۔ یقیناً یہ کوئی معمولی بات نہیں تھے اس کے مخالف ہوشیار ہو جائیں گے۔ اور یہ اس کی مشکلات بڑھا دیں گیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

رات ہو چکی تھی۔خدیجہ بیگم اور حماد صاحب اپنے سابقہ کمرے میں موجود تھے جو کسی وقت میں ان کا ہی تھا اور آج بھی ان کا ہی تھا بس اس کے مکین بہت عرصہ بعد آئے تھے۔

وہ چاروں عائزل اور عنایہ کے مشترکہ کمرے میں موجود تھے۔وہاں دو سنگل بیڈ موجود تھے۔ایک بیڈ پر عائزل بیٹھی تھی اور دوسرے پر معیز ٹانگیں نیچے کیے کہنی کے بل نیم دراز سا تھا۔

عنایہ الماری میں اپنے اور عائزل کے کپڑے ترتیب سے رکھ رہی تھی اور عابش دروازے کی چوکھٹ کے سہارے کھڑی تھی اس کا رخ اندر کی جانب تھا۔

"چچا اور چچی کہاں ہیں ویسے"

عابی ہاتھ میں پکڑی مونگ پھلی منہ میں ڈالتی بڑبڑائی۔

"وہ لوگ اسلام آباد گئے ہیں کسی ضروری کام کے سلسلے میں" عنایہ نے اس کا جواب دیا تھا۔

تبھی عابش نے اپنا رخ باہر کی جانب دیکھا۔

"اومائی گاڈ" اس کی حیران سی آواز ابھری۔

"کیا ہوا" معیز تجسس سے اس کی طرف دیکھتا اس کے پیچھے ہی چلا آیا۔ جیسے ہی اس نے عابش کی نظروں کے تعاقب میں آسمان کی طرف دیکھا تو بے ساختہ اس کی زبان پھسلی تھی۔

"یارررکیا سین ہے"

وہ بہت ہی مسحور کر دینے والا منظر تھا۔ بے شمار ٹمٹماتے ستاروں نے آسمان کو بھر رکھا تھا۔ وہ لاتعداد تھے۔ نظر ایک سے دوسرے پھر تیسرے کا سفر کرتی گم ہو رہی تھی اور ان سب کے ساتھ چاند آسمان پر روشنی بکھیر رہا تھا۔ وہ آدھا چاند تھا مگر اس کی روشنی کامل تھی رات کی مقدس خاموشی میں یہ منظر کسی خواب جیسا تھا۔ اب شہر کی روشنیاں آسمان کا حسن کھا گئی تھیں۔ عابش اور معیز کے لئے یہ منظر نیا تھا۔

"آپی آؤ چھت پر چلتے ہیں دیکھو چاند کتنا خوبصورت لگ رہا ہے یہاں" عابی کہتی چھت کی طرف بھاگی تھی اور معیز اس کے پیچھے آیا تھا۔

"ہارون کے بنا عائزل کہاں چاند۔۔۔" عنایہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے اپنی ہی دھن کہے جا رہی تھی لیکن جیسے ہی احساس ہوا تو زبان دانتوں تلے دبا کر آنکھیں بند کر گئی۔

عائزل نے بیڈ پر بچھی چادر پر اپنی گرفت مضبوط کی۔

"سوری عائزل وہ آج گاؤں آئے ہیں نہ اتنی دیر بعد تو صبح سے ذہن انہیں پرانی باتوں کو یاد کر رہا ہے جیسے تم اور ہارون چاند دیکھنے جایا کرتے تھے" وہ معذرت خواہانہ انداز میں اپنی صفائی دے رہی تھی۔

"مجھے اس بارے میں بات نہیں کرنی" عائزل نے پنے پاس رکھی کتاب پر نظریں جما لیں لیکن اسے کھولا نہیں تھا۔

Clubb of Quality Content

"اچھا چلو چھوڑو آؤ چاند دیکھتے ہیں" عنایہ نے صلح جو انداز میں کہا

"مجھے نہیں جانا کہیں" اس نے قطعی انداز میں کہہ کر کتاب کھول لی۔ عنایہ کے کندھے ڈھلک گئے۔ اسے یہ بات نہیں کہنی چاہیے تھی۔

وہ خاموشی سے باہر چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی عائزل نے کتاب بند کر کے سر پیچھے دیوار پر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔

اس کمرے کی مہک اس کی یادوں کے دریچے کھولنے لگی تھی۔اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔دروازے کے پاس مونگ پھلی کے چھلکے پڑے ہوئے تھے جہاں عابش کچھ دیر پہلے کھڑی تھی۔

وہ ان چھلکوں کو دیکھنے لگی۔ذہن پیچھے کا سفر کرنے لگا۔ایک لمحے میں اس کے ماحول بدل گیا۔اب وہ کمرے میں اکیلی نہیں تھیں۔اس کے۔ساتھ عنایہ اور ہارون تھے۔وہ اب کی نسبت کافی چھوٹی اور شوخ سی لگ رہی تھی۔کمرے میں مونگ پھلی کے چھلکے پڑے ہوئے تھے اور وہ تینوں نکال نکال کر کھا رہے تھے۔عنایہ اپنے بیڈ پر کوئی کتاب کھولے بیٹھی تھی اور عائزل اپنے بیڈ پر۔ہارون عائزل کے ساتھ کچھ فاصلے پر بیٹھا تھا۔وہ کھانے کے کام کے ساتھ ساتھ گپیں بھی ہانک رہے تھے عائزل اپنی مونگ پھلی کے دانے نکال نکال کے ایک طرف رکھ رہی تھی اور ہارون وقفے وقفے سے وہ اٹھا کر خود کھا جاتا۔

"اب کی بار اگر تم نے میری مونگ پھلی کو ہاتھ لگایا تو تم دیکھنا ہارون "اس انگلی دکھاتی خفگی سے اس کے بڑھتے ہاتھ کو روکا تھا جو اس کی جمع کی ہوئی مونگ پھلی کی طرف جا رہا تھا۔

"کتنی کنجوس ہو تم عائزل "اس کا تو دل ہی ٹوٹ گیا تھا۔

Clubb of Quality Content

"اپنی نکالو شاباش" عائزل ہلکا سا مسکرا کر پھر سے دانے جمع کرنے میں متوجہ ہو گئی۔

تبھی ہارون اس کی مونگ پھلی پر جھپکا مارتے باہر کی طرف بھاگا۔

"ہارون میں تمہیں بہت ماروں گی" اس نے اپنا ہاتھ بلند کرتے کہا تھا

تبھی منظر بدلا اب وہ حال میں تھی۔ اس کا ہاتھ اب بھی ہوا میں تھا اور وہ مسکرا رہی تھی جیسے وہ ہارون کو مارنے کے لئے اٹھنے والی تھی۔ مگر وہاں تو کوئی ہارون نہیں تھا۔ عائزل کا ہوا میں معلق ہاتھ بے دم سا ہو کر پہلو میں آ گرا۔

وہ اسی بات سے ڈرتی تھی۔ یہاں آنے سے اس کے یادوں پر لگے بند کھل جائیں گے۔ یہاں موجود ہر چیز سے اس کی یادیں وابستہ تھیں۔ وہ کس کس چیز کو نظر انداز کرتی۔ بے بس سی ہو کر اس نے پھر سے دیوار پر ٹیک لگا کر آنکھیں بند کیں۔ پھر سے کوئی منظر ابھرنے لگا تو جھنجھلا کر آنکھیں کھول دی۔ غصے سے پاس پڑی کتاب اٹھا کر پر پھینکی۔

"عذاب بنا دی ہے زندگی" اس کی آنکھیں ضبط کرنے کی وجہ سے سرخ تھیں۔ سانس غصے کی وجہ سے پھولا ہوا تھا۔ کیسے رہے گی وہ وہاں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

حماد صاحب اور خدیجہ بیگم کے ساتھ وہ سب ایک ہفتہ ہشمت پور میں رہے تھے گاؤں کے بہت سے لوگ ملنے آئے بہت سے پرانے زخم تازہ ہوئے مگر وہ سب مضبوط بنے رہے۔کم از کم ظاہری طور پر۔

اس نے بہت بار سنا تھا کہ ہارون وہاں گیا۔ہارون نے یہ کیا مگر وہ دوبارہ اس کے سامنے نہیں آیا تھا۔وہ سکینہ بی سے ملنے بھی آتا تھا مگر کب آیا اور کب گیا کچھ پتہ نہیں چلتا تھا۔یہ بھی اچھا تھا کہ اس کے سامنے نہیں آتا تھا ورنہ وہاں دن رات گزارنا مزید مشکل ہو جاتا۔

آج ہی وہ لوگ واپس آئے تھے خدیجہ بیگم اپنے کمرے میں چلی گئی اور حماد صاحب آتے ہی اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے اور بچے سبھی ایک کمرے میں بے مقصد جمع تھے۔

"گاؤں والا گھر کتنا خالی خالی لگ رہا تھا نہ" عنایہ کمرے کی کھڑکی میں بیٹھی باہر دیکھتی دیکھتی کھوئی کھوئی سی لگ رہی تھی۔

"خالی کہاں تھا اتنے ملازم تھے وہاں اور پھر جواد چچا اور چچی رہیلا نہیں تھے وہاں اس لیے خالی خالی لگا" عائزل اپنے کپڑے نکال کر الماری میں رکھ رہی تھی معیز نیچے کارپٹ میں بیٹھا بے مقصد انگلی پھیر رہا تھا اور عابش چت لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔

عائزل کی بات عنایہ نے کھڑکی سے سر اٹھا کر دیکھا۔

"عائزل مانا کہ وہاں ہمارے ساتھ اچھا نہیں ہوا تھا مگر وہ ہمارا گھر ہے۔ دادا کا گھر ہے۔ اور اب وہ کیسے ویران ہو گیا ہے" عنایہ افسردہ سی بول رہی تھی

"آپی ہم وہاں جا کر اب نہیں رہ سکتے کیا۔ اب تو سب ٹھیک ہو گیا ہو" عابش اٹھ کر بیٹھتی ہوئی بولی

"عابی سب کچھ معاف کیا لیکن ہم وہ سب بھول نہیں سکتے ہم بھول بھی جائیں تو ماما نہیں بھول سکتی" عنایہ نے پھر سے کھڑکی کے ساتھ سر ٹکا دیا۔

"کیا اتنا مشکل ہے؟" عابش نے سر جھکا دیا اس نے سوال کیا ضرور تھا مگر جواب جانتی تھی۔

"اولاد کا دکھ ماں کبھی نہیں بھولتی" یہ کسی نے نہیں کہا تھا مگر سنائی ہر کسی کو دیا تھا۔

کمرے میں عجیب سی اداسی پھیل گئی تھی۔ کہنے کو بہت کچھ تھا مگر کہنے کی ہمت کسی میں بھی نہیں تھی۔

"اٹھو عائزل مہمان آرہے ہیں" عنایہ عائزل کا کمبل ہٹاتے بولی وہ ابھی تک سو رہی تھی۔ جبکہ معیز اور عابش ناشتہ کر کے جا بھی چکے تھے ایک وہ ہی سو رہی تھی۔ جب خدیجہ بیگم نے عنایہ کو اسے اٹھانے کے لیے بھیجا۔

"کون آرہا ہے؟" عائزل نیند بھری آواز میں بولی۔ اتنے دنوں بعد تو اسے اپنا بستر نصیب ہوا تھا۔

"جاؤ ناشتہ کرو جا کر اور پوچھ لینا ان سے کہ کون آرہا ہے" عنایہ کمبل کی تہہ لگاتی بولی۔

"تمہاری زبان کے ساتھ کونسے ہاتھی گھوڑے باندھے ہیں جو بتانے میں تکلیف ہو رہی ہے" عائزل نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

بدلے میں عنایہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔

"اچھا اچھا جا رہی ہوں" عنایہ کے اس طرح دیکھنے پر وہ مصلحانہ انداز میں بولتی واشروم کی طرف جاتی بڑبڑائی" پتہ نہین کونسے جنگلی بیر کھا لیے ہیں اس نے جو صبح صبح ہوائی مخلوق کی طرح آنکھیں دکھا رہی ہیں" مگر بڑبڑاہٹ اتنی آہستہ نہیں تھی کہ وہ سن نہ سکے

"عائزل،"عنایہ نے ضبط سے دانت پر دانت جما کر اس کا نام لیا"صرف سات منٹ ہیں تمہارے پاس اگر فریش ہو کر نیچے نہ آئی تو میں ماما کو بتا دوں گی کہ تم نے یونیورسٹی میں مرحہ کے ساتھ مل کر کیا کیا گل کھلائے ہیں اور کتنا دل لگا کر پڑھا ہے" کہہ کر وہ بیڈ کی چادر درست کرنے لگی۔

"کیا یار عنایہ" عائزل واشروم کے دروازے میں کھڑی معصوم منھ بنا کر بولی" اتنی بڑے بات بھی نہیں کی میں نے"

"پانچ منٹ"عنایہ نے جواب میں گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

عائزل جلدی سے واشروم میں چلی گئی کہ عنایہ کا پتا بھی نہیں کہیں بتا ہی نہ دے ویسے بھی نفسیات پڑھنے والے آدھے نفسیاتی ہوتے ہیں۔

"اگر تم نے مجھے ایک اور بار اپنے دل میں نفسیاتی کہا تو سمجھو یونیورسٹی کا منہ بھی نہیں دیکھو گی" باہر سے عنایہ کے کہنے کی اور دروازہ بند کرنے کی آواز آئی۔

"اللہ یہ لڑکی تو ٹیلی پیتھی کرنے لگی ہے" عائزل پوری آنکھیں کھولے خود کو شیشے میں دیکھتے بولی۔

پانچ منٹ بعد وہ واقعی منہ ہاتھ دھو کر کچن میں بیٹھی تھی۔خدیجہ بیگم کے نام کی دھمکی کام کر گئی تھی۔

Clubb of Quality Content!

خدیجہ بیگم کھانا رکھ رہی تھی وہ اور عنایہ آمنے سامنے بیٹھے کھانے کو دیکھ رہیں تھی جب عنایہ نے پوچھا

"اب تو بتادیں امی کون آرہا ہے یہ بھی آگئی ہے اب" وہ خفا خفا سی بولی تھی۔

عنایہ کی بات پر عائزل نے اوہ میں لب سکیڑے مطلب عنایہ کو پہلے بتایا نہیں گیا تھا اس لیے وہ بیر کھائے پھر رہی تھی۔

خدیجہ بیگم اپنا کھانا رکھتے ہوئے خود بھی بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں کی دادی آرہی ہارون کے ساتھ "

عائزل نے بے چینی سے پہلو بدلہ۔

"کیوں ؟"عنایہ نے حیرانگی سے پوچھا۔

"ان کا علاج ہو رہا ادھر سے تو بار بار گاؤں سے شہر آنے میں مسئلہ ہوتا ہے اس لیے میں نے ان کو بلالیا کہ جب تک ان کا علاج ہو رہا ادھر رہ لیں "

عنایہ کا جواب دیتی انہوں نے لقمہ منھ میں رکھا۔

Clubb of Quality Content

"تو پہلے بھی تو ان کا علاج ہو ہی رہا تھا نہ ادھر اب یہاں آنا ضروری ہے کیا؟"وہ زچ ہوئے انداز میں بولی۔

"عائزل میں چاہتی ہوں کہ تم ہارون کے ساتھ نارمل ہونے کی کوشش کرو بچے اس کی اس سب میں کوئی غلطی نہیں تھی اس وقت حالات ہی کچھ ایسے تھے سب کچھ پہلے جیسا نہیں ہو سکتا مگر کچھ حد تک درست ہو سکتا ہے"خدیجہ بیگم نے بہت ناپ تول کر لفظ ادا کیے تھے۔حلق میں گرہیں پڑنے لگی تھیں۔

"میں بات بڑی بی کی کر رہی ہوں" عائزل کی آواز ذرا بلند ہوئی تھی

"لیکن مسئلہ تمہیں ہارون کے آنے سے ہو رہا ہے میں جانتی ہوں" جواب دوبدو آیا تھا۔اور ساتھ میں آنکھوں سے ایک التجا۔عنایہ کبھی خدیجہ بیگم کو دیکھتی تو کبھی عائزل کو۔

عائزل نے ایک شکایتی نظر سے ماں کو دیکھا "کیا واقعی اس کی کوئی غلطی نہیں تھی؟" اس نے کہنا چاہا تھا مگر وہ ضبط کیے بیٹھی رہی اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

کھانا حرام ہو چکا تھا اب

کیا تھا یہ شخص اتنا عرصہ زندگی سے غائب رہا اور جب دوبارہ آیا تو زندگی سے سکون غائب کر گیا۔

Clubb of Quality Content!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

تقریباً دس ساڑھے دس کا ٹائم تھا جب باہر گاڑی رکنے کی آواز آئی۔لاؤنج میں بیٹھی عائزل

کی دل کی دھڑکن بھی ایک لمحے کو تھم گئی جلدی سے اس نے آنکھیں بند کر کے ایک لمبی سانس اندر کھینچی۔

تھوڑی دیر بعد خدیجہ بیگم اور عنایہ کے ساتھ جواد اور راہیلا چلتے اندر داخل ہوئے عائزل نے تعجب سے ان کو دیکھا مگر فوراً خدیجہ بیگم کی گھوری پر مسکرانے لگی۔

جواد نے آگے بڑھ کر سر پر ہاتھ رکھا اور راہیلا کے ساتھ گلے ملی۔

"جواد راہیلا بیٹھو نہ "خدیجہ بیگم نے صوفوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ساتھ میں ہی عنایہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

ناولز کلب

"عنایہ جاؤ چچا چچی کے لیے جوس لے آؤ"عنایہ جانے ہی لگی کہ جواد نے اسے روکا۔

"ارے عنایہ رکو بچے بڑی بی اور ہارون آرہے ہوں گے ان کا انتظار کر لو"

"تو آپ سب لوگ ساتھ میں آجاتے"عنایہ مسکراتے ہوئے واپس صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔

"وہ دراصل ہم آج ہی اسلام آباد سے آئیں ہیں تو سوچا جب بھا بھی ناراضگی بھلائے گاؤں کا چکر لگا آئی ہیں تو ہم نے بھی اپنے بچوں سے ملنے کے لیے ادھر کا ارادہ کر لیا" راہیلا مسکرا کر بتانے لگی۔

خدیجہ اس کی بات پر ہلکا مسکرا دی۔

"بہت خوشی ہوئی بھابھی آپ سب کی گاؤں واپسی کی خبر سن کر" اب جواد خوشگوار سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"ایک نہ ایک دن تو جانا ہی تھا بھلا ناراضگیاں کتنا عرصہ رہتی ہیں" خدیجہ بیگم مصلحانہ سے انداز میں بولی۔

"چلیں پرانی باتیں نہیں دہرائیں" عنایہ سب کی اداس چہرے دیکھتی بولی۔

"سہی کہہ رہی ہو۔ ختم کریں اب پرانی باتیں اور عائزل تم کیا کر رہی ہو آجکل" راہیلا نے عائزل کی طرف دیکھ کر کہا جو خلا میں نہ جانے کیا گھور رہی تھی راہیلا کے سوال پر چونک کر بولی۔

Clubb of Quality Content

"میں، میں آجکل کچھ نہیں مطلب میں چھٹیوں پر آئی ہوں فائنل ایگزامز ہو گئے رزلٹ بھی آگیا اب بس ہاؤس جاب شروع کرنی ہے" اچانک سوال نے اسے کنفیوز کر دیا تھا ورنہ وہ اس طرح گفتگو کے دوران لڑکھڑاتی تو بلکل نہیں تھی۔

"ماشااللہ! اللہ تمہیں کامیاب کرے" راہیلا نے خوش ہو کر دعا دی اور پھر عنایہ کی طرف رخ کئے کہا۔

"تم کیا کرتی ہو؟"

"میں انسانوں کے غم سنتی ہوں" عنایہ نے اس قدر سنجیدگی اور افسوس کے ساتھ کہا کہ جواد اور راہیلا ناسمجھی سے اسے دیکھتے رہ گئے۔

"سایئکائٹرسٹ ہے راہیلا یہ" خدیجہ بیگم نے ان کے حیران چہرے دیکھ کر کہا تو وہ سمجھ کر سر سلانے لگے

ا"س کا مطلب ہے ایک دماغ کا اور ایک جسم کا علاج کرتی ہے" جواد نے محظوظ ہوتے ہئے کہا تو وہ دونوں ہلکا سا مسکرادی۔

"لیکن دیکھ لیں اپنے گھر والوں کے دماغ آج بھی سہی نہیں کر پائی" عنایہ کی بات پر لاؤنج میں ہلکے سے قہقہے گونجے تھے۔

راحیلا پھر خدیجہ بیگم سے عنایہ کی شادی کے بارے میں بات کرنے لگیں۔

عائزل نے ایک جائزہ لیتی نگاہ راحیلا پر ڈالی تھی۔راحیلا کا رنگ گلابی مائل سفید تھا کانوں میں بڑے بڑے جھمکے پہنے، سلیقے سے سر پر ڈوپٹہ سیٹ کیے وہ ایک پینتس چھتس سال کی باوقار خاتون لگ رہی تھی۔ہاتھوں میں پہنے کنگن اور انگوٹھیاں دیکھ کر کوئی بھی بتا سکتا تھا کہ راحیلا کا جیولری کے معاملے میں اعلیٰ ذوق ہے۔

عائزل کے دل میں ان کے لیے پسندیدگی پیدا ہوئی تھی کیونکہ "پہلی بار" جب ان سے ملی تھی تب نا تو ماحول ایسا تھا کہ کسی کو پسند کیا جائے اور نا حالات ایسے تھے کہ کسی کو سمجھا جا سکے۔

"عابی اور معیز کہاں ہیں بھابھی" ماحول کا سکون محسوس کرتے ہوئے جواد نے ان کی غیر موجودگی کی وجہ پوچھی۔

"کالج گئے ہیں آنے والے ہوں گے۔آج ہاف ڈے تھا ان۔"

خدیجہ بیگم نے گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا۔

چاچو آپکو گھر کا سکون پسند نہیں آیا کیا جوان دونوں کو یاد کر رہے ہیں" عنایہ نے بیچارہ سامنھ بنا کر پوچھا تو سب لوگ ہنس دیے۔

"نہ بابا رونق ہیں وہ تو اس گھر کی" جواد نے ہنستے ہوئے کہا۔

ویسے ہارون کا آجانا چاہئے تھا ابھی تک" خدیجہ بیگم نے ابھی کہا ہی تھا کہ باہر کار کا ہارن سنائی دیا۔

"لو آگیے" جواد نے ہارن کی آواز پر کہا۔

خدیجہ بیگم ان کو باہر لینے چلی گئیں،ان کے جاتے ہی عنایہ خدیجہ بیگم کی طرف اشارہ کر کے شرارت سے بولی۔

"دیکھا ساس کا ڈر" اس پر ایک بار پھر سب لوگ ہنس دیے۔

کچھ دیر بعد خدیجہ بیگم ہارون کے ساتھ سکینہ بی کو سہارا دیتی اندر لے کر آرہی تھیں ہارون مکمل سفید شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا کلائی پر سمارٹ واچ لگائے دونوں قمیض کی آستین فولڈ کیے ہوئے۔ آنکھوں پہ سیاہ چشمہ جو اس نے گھر کے اندر آتے ہی اتار دیا تھا ہاتھ

میں پکڑ رکھا تھا۔عنایہ آگے بڑھ کر سکینہ بیگم سے ملی مگر عائزل ہارون کے ہٹنے کا انتظار کرنے لگی۔

خدیجہ بیگم نے اسکینہ بی کو وہاں بٹھایا جہاں وہ خود بیٹھی تھی اور اوران کے ساتھ وہ خود بھی بیٹھ گئی۔تب عائزل سکینہ بی کے پاس جا کر ملی اور واپس وہیں جا کر بیٹھ گئی جہاں پہلے سے وہ اور رہیلا بیٹھے ہوئے تھے۔

اب بیٹھنے کے لیے ایک ہی جگہ بچی تھی جو عائزل کے ساتھ تھی۔

ہارون ابھی کشمکس میں ہی تھا کا خدیجہ بیگم نے کہہ دیا"ہارون کھڑے کیوں ہو ادھر بیٹھو"

Clubb of Quality Content

ہارون چار وناچار ادھر کو چل دیا عائزل اس کو آتا دیکھ کر اس پل کو کوسا جب وہ وہاں جا کر بیٹھی تھی۔

اس لے گھر والے آخر اسے سمجھتے کیوں نہیں ہیں۔

اب ہارون ایسے بیٹھا تھا کہ اس کا رخ سامنے دیوار کی طرف تھا۔وہ دونوں نوّے کے زاویے پر بیٹھے تھے

"عنایہ جاؤ پانی لے آؤ" عنایہ جو اپنی ہنسی ضبط کیے عائزل اور ہارون کو باری باری دیکھ رہی تھی خدیجہ بیگم کے کہنے پر سر ہلاتے کچن کی طرف جانے لگی۔

اس کے اٹھتے ہی ایک شخص کے بیٹھنے کی جگہ مل گئی ہارون اور عائزل نے بیک وقت اس خالی جگہ کی طرف دیکھا۔

ہارون اٹھنے ہی لگا تھا کہ جواد اپنی ٹانگیں سیدھی کر کر اس جگہ پر رکھ دیا۔

ہارون نے یاس سے دیکھا اور پھر وہیں بیٹھا رہا۔ آہ صورتحال بہت آکورڈ ہو گئی تھی۔

سکینہ بی آنکھیں چھوٹی کیے چاروں طرف سے گھر کو دیکھ رہی تھی۔

عنایہ جوس لا کر سرو کر رہی تھی تبھی گھر کا داخلی دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

عنایہ ہارون کو جوس پکڑا کر سیدھی ہوئی اور گھڑی پر ٹائم دیکھا۔

"لیں چاچو آگئے آپکے مطابق اس گھر کی رونق"

"کونسی رونق" سکینہ بیگم نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"عابی اور معیز دادو" عنایہ نے ہنس کر ان دونوں کے نام زرا کھینچ کر لیے۔

ابھی وہ لوگ آئے نہیں تھے کی ان آوازیں پہلے ہی سے لاؤنج میں سنائی دے رہیں تھی کبھی کسی کی چیخ سنائی دیتی اور کبھی کی معافی مانگنے کی آواز اور کبھی کسی کی غصے سے بولنے کی آواز پہلے کبھی اتنا شور تو نہیں ہوتا تھا۔

"لو دیکھا ابھی باقاعدہ گھر کے اندر آئے بھی نہیں ہیں اور رونق کی آواز یہاں تک آ رہی ہے" جواد پھر سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

ہارون ایک بار پھر اٹھ کر اس جگہ بیٹھنے لگا مگر پہلے ہی عنایہ نے اس جگہ پر قبضہ کر لیا وہ سر جھٹک کر رہ گیا جبکہ عنایہ نے دلچسپی سے اس کے چہرے کے تاثرات پڑھے آخر اس نے نفسیات میں اتنے سال یوں ہی تو ضائع نہیں کیے تھے۔

"آ لینے دو ان کو ذرا طبیعت سیٹ کرتی ہوں تنگ کر کے رکھ دیا ہے" خدیجہ بیگم کا ماؤں والا ڈسپلن انچارج فوراً جاگا تھا۔

وہ باہر سے آتی آواز پر ابھی غور کر ہی رہے تھے کہ عائزل کے ذہن میں ایک دم سے دھماکہ ہوا۔

Clubb of Quality Content

"امی" عائزل نے خدیجہ بیگم کی طرف پوری آنکھیں کھول کر دیکھا اس کے چہرے پر ساتھ میں ہی ایک بے بسی بھی تھی۔ نہیں! کم از کم آج کے دن وہ اس طوفان مقابلہ ان سب کے سامنے نہیں کرنا چاہتی تھی۔

خدیجہ بیگم نے سوالیہ انداز سے اس کی طرف دیکھا۔

"مرحہ"

عائزل نے والے طوفان کے بارے میں سوچ کر ہی جھرجھری لی۔

مرحہ طوفان ہی تو تھی۔ لاؤنج میں بیٹھے سبھی افراد کے چہروں پر نا سمجھی تھی۔

تبھی مرحہ کے ساتھ عابش اور معیز اندر آتے دکھائی دی۔ غصے سے لال ہوتی مرحہ نے عابش اور معیز کے کان دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے اور وہ درد سے "سوری آپی سوری آپی" چلا رہے تھے۔

"نہیں غائب ہونے کا پتہ ہے کسی کو خیر خبر دینے کا نہیں" غصے سے کہتی اس نے ان کی دہائی پر اور زور سے کان دبایا۔

لاؤنج میں سب افراد ہونقوں کی طرح ان تینوں کو دیکھ رہے تھے جبکہ عائزل نے منھ نیچے کر کے آنکھیں بند کی ہوئی تھی "یااللہ پلیز یہ لڑکی آج مجھے ان کے سامنے شرمندہ نہ کروائے"

"مرحہ "خدیجہ بیگم نے اس کا دھیان مہمانوں کی طرف کرنا چاہا مگر مرحہ کو کیا۔

"آنٹی آپ تو بات نہ کریں "ابھی الفاظ مرحہ کے منھ میں ہی تھے کے اس نے سر جھکائے بیٹھی عائزل کو دیکھا

"عائزل "غصے سے دانت پر دانت جما کر عائزل کا نام ایسے لیا جسے اسے کچا چبانے کا ارادہ رکھتی ہو اور پھر اِدھر اُدھر ایسے دیکھنا شروع کیا جیسے کچھ ڈھونڈ رہی ہو۔ مطلوبہ چیز ملنے پر صوفے کی طرف بڑھ کر ایک کشن اٹھا کر زور سے عائزل کی طرف پھینکا۔

مگر وہ ہوا میں اڑتا سیدھا ہارون کو لگا پیچھے کھڑے عابش اور معیز نے ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکراہٹوں کا تبادلہ کیا۔ خدیجہ بیگم نے بے بسی سے پیچھے کھڑے عابش اور معیز کو ایسے دیکھا جیسے مرحہ کی اس حرکت کا وبال ان پر آنے والا ہو۔

"ارے ارے یہ بالڑی کون ہے اس کو تمیز سے واسطہ کوئی ہے یا نہ" سکینہ بی حیران سی دیکھ رہی تھی انہوں نے اپنے گاؤں میں کہاں دیکھی تھی ایسی پاگل لڑکیاں۔

ہارون حیران سا اس بلا کو دیکھ رہا تھا جو غصے سے بل کھاتی بس اپنا 'کام' کر رہی تھی کوئی پرواہ نہیں کون بیٹھا کون نہیں جواد اور راہیلا صورتحال سمجھنے کی کوشش میں ایک دوسری کی طرف دیکھنے لگے۔ابھی حیرانی کم نہیں ہوئی تھی کہ ایک دوسرا کشن ہوا میں اڑتا عائزل کو لگا۔

عائزل اٹھنے کی کوشش کرنے لگی کہ پھر تیسرا کشن آکر لگا اور وہ صوفے پر لڑھک گئی۔

"مرحہ مرحہ حوصلے سے بات کرتے ہیں بچے" خدیجہ بیگم غصہ آسمانوں کو چھو رہا تھا مگر مہمانون کا خیال کی وجہ سے وہ ضبط کیے ہوئے تھیں۔

"آنٹی ویسے تو آپ بڑا کہتی ہیں مجھے کہ میں آپکی بیٹی جیسی ہوں لیکن جب آپ بغیر بتائے ایک ہفتہ غائب رہیں تب میں آپکو میں یاد نہیں آئی" ہاتھ کمر پر رکھے وہ لڑاکا عورتوں کی طرح بات کر رہی تھی۔

تب عائزل اٹھی اور مرحہ کا پاس جا کر اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا دبایا۔

"آئی ایم سوسوری مجھے بتانا چاہیے تھا لیکن وہ جلدی اتنی تھی کہ۔۔"

"ہاں اتنی جلدی کہ اس ہفتے کی وزیر اعظم آپ ہی تو رہیں تھی" عائزل کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ مرحہ اس کے ہاتھ جھٹک کر بولی۔

اس بات پر لاؤنج میں بیٹھے کھڑے سبھی نفوس دباد با مسکرا دیے۔

عائزل کو مسکراتا دیکھ کر مرحہ کا غصہ اور چڑھ گیا۔

"ہاں ہنسو ہنسو میں ہی پاگل ہوں جو تمہارے موبائل پر کالز کر کر کے تھک گئی اتنی بار گھر کا چکر لگایا اور اب آپ سب ہنس رہے ہیں پتہ کتنا پریشان ہو گئی تھی میں" غصے سے کہتی مرحہ آخر میں روہانسی ہو گئی تھی

"ارے وہاں موبائلز پر سگنلز نہیں آتے تھے اس لیے" عنایہ بھی اب کھڑے ہو کر اس کے پاس آ گئی

خدیجہ بیگم مرحہ کا پاس آکر اسے اپنے ساتھ لگاتے پچکارتے ہوئے بولی۔

"اوہ میرل لاڈلی کو رلا دیا ہم سب نے سوری میرا بچا"

پھر اگلے دس منٹ وہ روتی رہی اور باقی سب دبی مسکراہٹوں کے ساتھ اسے دیکھتے رہے عابش اور معیز سب سے مل کر اپنے کمرے کی طرف جا چکے تھے۔

جب رو رو کر وہ چپ ہو گئی تو اس نے لاؤنج میں بیٹھے دوسرے مہمانوں کی طرف دیکھا۔

"سوری آپ بھی کہہ رہے ہوں گے کہ کس پاگل خانے سے بھاگی ہوئی ہے مگر میں کیا کروں مجھ میں اللہ نے ہر ایموشن ایکسٹرا رکھا ہے" مرحہ نے ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر آنسو صاف کرتے کہا۔

"ہاں صرف جزبات ہی ایکسٹرا ہیں عقل تو سرے سے ہی غائب ہے" عنایہ کشن اٹھا کر صوفے پر واپس رکھتے ہوئے بولی جو کچھ دیر پہلے مرحہ کا ہاتھوں ہوا میں اڑے تھے۔

مرحہ بغیر برا مانے ہنستی رہی۔ وہ ڈھیٹ ہونے کے ساتھ ساتھ بے عزتی پروف بن چکی تھی۔

وہ سب تو ٹھیک ہے مگر بالڑیوں کو اتنا ہنگامہ نہیں کرنا چاہئے پتر لوگ اچھا نہیں سمجھتے" سکینہ بیگم نے ہاتھ ہوا میں لہرا کر بات کی۔

"جی جی آئیندہ احتیاط کروں گی" مرحہ نے نہائت تابعداری سے کہا مگر اس کا لہجہ صاف بتا رہا تھا کتنی تابعداری کرنی تھی اس نے۔عائزل نے آنکھیں گھمائی وہ مرحہ کو یہاں سے غائب کر دینا چاہتی تھی۔

"ویسے آپ ہیں کون" سامنے جواد اور راہیلا کی طرف دیکھ کر کہا عائزل کا بے اختیار دل کیا کہ اس کا سر دیوار میں دے مارے۔اگر گھر بیٹھے ہیں تو مہمان ہی ہونگے نہ۔

جواد ہلکا سا ہنس دیا "میں عائزل لوگوں کا چچا اور یہ ان کی چچی" اپنا اور راہیلا بیگم کا تعارف کروایا۔راہیلا بڑے پیار سے مرحہ کو دیکھ رہی تھی ان کے چہرے پر لکھا تھا کہ انہیں مرحہ اچھی لگی لیکن اس نے کوئی اچھی لگنے والی حرکت کی تو نہیں تھی پھر بھی۔

راہیلا سکینہ بیگم کا تعارف کروانے ہی لگی تھی کہ مرحہ پوری آنکھیں کھول کر حیرانگی سے بولی۔

"عائزل کی چچا! عائزل نے کبھی بھی۔۔" ابھی اس کے الفاظ منھ میں ہی تھے ک عائزل اس کی بات سمجھتے ہوئے زور سے اس کے کندھے پر چونٹی کاٹی اس سے پہلے کہ وہ کچھ ایسا بولے جو یہاں موجود افراد میں سے کسی کو نہیں سننا چاہیئے۔

مرحہ سمجھتے ہوئے فوراً َ بات بدلی۔

"بہت ذکر کرتی تھا عائزل آپکا ہر دن کوئی نہ کوئی نیا قصہ سناتی تھی آپکا"

ہارون اس کے بیان بدلتا دیکھ کر سر جھٹک کر ہنس دیا۔

"یہ عائزل کی دادی اور یہ کزن، اب تم دونوں جاؤ" خدیجہ بیگم جلدی سے سکینہ بی اور ہارون کی طرف اشارہ کر کہ بولی آیا کہ وہ پچھ اور ہی نہ کہنا شروع ہو جائے۔

عائزل خدیجہ بیگم کے کہنے پر فوراً َ سے اسکا ہاتھ پکڑے اٹھ کھڑے ہوئی۔

"جی ہم جاتے ہیں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جب مرحہ نے مڑ کر ہارون کو دیکھا۔

"عائزل تمہارے کزن کی آنکھیں کتنی حسین ہیں یار" مرحہ نے دل پھینک انداز عائزل کے کان میں سرگوشی کی۔عائزل نے کھا جانے والی نظروں سے اس کا دیکھا اور تقریباً گھسیٹتی ہوئے لی گئ۔

مرحہ کا بڑبڑاہٹ آہستہ تھی مگر پھر بھی پاس کھڑی عنایہ نے سن لی۔

عنایہ نے ہارون کی طرف دیکھا جس طرح ہارون مسکراہٹ دبا رہا تھا اس کا مطلب تھا وہ بھی سن چکا تھا۔ کون کہہ سکتا تھا کہ مرحہ جبار ڈاکٹر بن چکی ہیں۔ اس کی حرکتیں کسی دس سال کے بچے جیسی تھیں۔ عنایہ سر جھٹک کر ان کے پیچھے چلی آئی۔

"بن ماں کے ہے نہ اس لیے بچوں والی حرکتیں ہیں"

خدیجہ بیگم نے اس کے جاتے ہی اس کی "حرکتوں" کی وضاحت کی۔

"کیا ہوا اس کی ماں کو" راہیلا نے فکر مندی سے پوچھا سکینہ بی بھی خدیجہ بیگم کی طرف دیکھنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس کی ماں نے اس کا باپ سے طلاق لے لی تھی تب سے یہ اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ رہتی ہے" خدیجہ بیگم نے افسوس کے ساتھ بتایا۔

"ہا ہائے اس کی ماں نے طلاق لی تھی کیا۔۔ نہ بابا نہ ری خدیجہ اس بالڑی کو اپنی بچیوں کے ساتھ نہ رہنے دیا کر، پتہ نہیں کیسے تربیت ہو گی جس کی ماں کو طلاق ہوئی ہو" سکینہ بی خالص دقیانوسی انداز میں بولی تھیں بس کانوں کا ہاتھ لگانا رہ گیا تھا۔

"نہیں بڑی بی مرحہ ایسی نہیں ہے بہت اچھی اور نیک طبیعت کی لڑکی ہے وہ تو بس ویسے ہی جذباتی ہے ورنہ میرے لیے مرحہ اور اپنی تینوں بیٹیوں میں کوئی فرق نہیں ہے"

خدیجہ بیگم کے لہجے سے واضح تھا کہ ان کو سکینہ بی کی اس طرح کہنے پر تکلیف ہوئی تھی۔

"بھابی صحیح کہہ رہی ہے طلاق لینا کوئے برائی نہیں ہے یہ تو بس ہمارے معاشرے نے اس کو بنادیا ہے" راحیلا اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"اسلام میں طلاق سب سے ناپسندیدہ کام ہے آجکل کی عورتوں کے تو دماغ خراب ہوئے ہیں" سکینہ بیگم نخوت سے کہہ رہی تھی۔

جواد کچھ کہنے کے لیے بولنے ہی لگا تھا کہ ہارون بول اٹھا۔

"نانی اسلام میں نہ پسندیدہ ہے مگر پھر بھی اس کی اجازت دی، پتہ ہے کیوں؟" وہ سوال کر کے سب کے طرف دیکھنے لگا سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر پھر سے کہنا شروع کیا۔

"ہمارے نبی کی ازواج مطہرات میں سے بھی طلاق یافتہ تھی۔ طلاق تب نہیں لی جاتی جب عورت میں کوئی کمی ہو یا اس کے کردار میں کوئی خرابی ہو طلاق تب لی جاتی ہے جب دو ساتھ رہنے والے ایک دوسرے سے خوش نہ ہوں وہ ایک دوسرے کو سمجھ نا سکیں اس

طرح آئے دن لڑائیاں اور گھر کا سکون خراب ہی ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ دو انسانوں کے ساتھ ساتھ ان کی اولاد بھی اس میں پستی ہے اس لیے ہمارے اسلام نے ایک درمیانی راہ نکال دی کہ اگر شادی کے بعد نہیں بن رہی تو الگ ہو جاؤ یہ ناپسندیدہ عمل ہے مگر برا نہیں ہے" ہارون نے بات ختم کر کے سب کو دیکھا راحیلا اور جواد رضامندی سے سر ہلا رہے تھے جبکہ سکینہ بی کی چہرے پر واضح ناپسندیدگی تھی۔

خدیجہ نے مسکراکت ہارون کو دیکھا

پہلے وقتوں میں بھی وہ اسی طرح خدیجہ بیگم کی بات کے حق میں دلائل دیا کرتا تھا۔

"مگر یہ تو عورت کا کام ہوتا ہے کہ اپنے شوہر کی خوشی کا خیال رکھے" سکینہ بی پھر سے بولی۔

ہارون نے ایک لمبی سانس لی۔

د"یکھیں نانو! عورت کوئے چیز تو ہے نہیں کہ ہم اسے صرف اپنے حوالے سے دیکھیں۔ یا یہ کو وہ صرف اپنے شوہر کو خوش رکھنے سے ہی اچھی ہو سکتی ہے۔ اس کا اپنا بھی دل ہے۔ اس کے جذبات بھی ہیں اور وہ مکمل انسان ہے کسی کی خدمت گار تو نہیں"

سکینہ بی کچھ کہنے لگی کہ جواد نے ٹوک دیا۔

"اچھا چلیں بند کریں یہ طلاق کا موضوع بھا بھی آپ بتائیں بھائی حماد کب آرہے ہیں"

سکینہ بی کو چاروناچار چپ ہونا پڑا مگر وہ پھر بھی پر سکون نہیں تھی۔

ہارون نے یہ موضوع کسی دوسرے وقت کے لیے سنبھال کر رکھ لیا کہ سکینہ بی کا نظریہ تو بدلنا ہی تھا۔

"آتے ہی ہوں گے کہا تو تھا کی جلدی آجایئں" خدیجہ بیگم نے سر سری سا کہا اور پھر ادر ادھر کی باتیں ہونے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

مصطفیٰ ہاسٹل کے کاریڈور میں چلتا اپنے روم کی طرف جارہا تھا ابھی اس نے اپنا ہاتھ دروازے کے ہینڈل پر رکھا ہی تھا کہ پیچھے سے اسے ایک آواز آئی۔

"مصطفی تمہارا ڈورم چینج ہو گیا ہے بھول گئے ہو کیا" کوئی لڑکا انگریزی میں مسکرا کر بولتا اسے کہہ رہا تھا۔

مصطفی نے ہاتھ سے دماغ کی طرف اشارہ کیا "بس دماغ میں پیٹرن فکس ہو گئے ہیں عادت ہو گئی نہ اس ڈورم کی" شائستگی سے کہتا وہ اپنے دوسرے ڈورم کی طرف چل دیا۔

دوسرے لڑکے نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔

"اپے ڈورم میں آکر اس نے دروازہ لاک کیا کل سے اس کا سامان ویسے ہی ڈبوں میں پڑا ہوا تھا

وہ لمبی سانس لے کر اپنے سامان کو نکال کر بیڈ پر رکھنے لگا۔ "چل مصطفی ہو جا شروع "

اچانک دروازے زور سے دھڑ دھڑایا مصطفی نے چونک کر دیکھا اس کے ہاتھ میں ایک کتاب پکڑی ہوئی تھی۔

"دروازہ کھولو مصطفی" باہر سے بھاری بوٹوں کے ساتھ ساتھ آواز آ رہی تھی۔

اندر سے بھی وہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ باہر کافی لوگ جمع ہیں۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ دھڑام کی آواز سے دروازہ کھلا۔ تین باوردی آفیسر ز ہاتھ میں گنز لئے اندر داخل ہوئے اور

مصطفیٰ پر نشانہ باندھ لیا۔ مصطفیٰ حیران سا سب دیکھ رہا تھا اس کے ہاتھ میں ابھی بھی کتاب پکڑی ہوئی تھی لیکن وہ ڈرا ہوا نہیں تھا بس حیران تھا۔

"ہم تمہیں تعلیمی ادارے میں ڈرگ سپلائے کرنے کے جرم میں گرفتار کرنے آئے ہیں" باوردی آفیسرز میں سے ایک آفیسر بولا مصطفیٰ کی لب اوہ میں سکڑے۔اور اس کی حیرانی جاتی رہی اب وہ پہلے سے زیادہ پر سکون ہو گیا تھا۔ باہر کھڑے لوگ اب چہ مگوئیاں کرنے لگے تھے۔کاریڈور میں ایک اور شخص آ کھڑا ہوا تھا سر پر پی کیپ پہنے منہ پر سفید اور سیاہ رنگ کی ڈبیوں والا مفلر لپیٹ رکھا تھا دلچسپی سے اندر کے منظر دیکھنے لگا۔

"اپنے ہاتھ اوپر کرو" اندر کھڑے دوسرے آفیسر زرا غصہ سے بولا۔

"مصطفیٰ نے کتاب سمیت ہاتھ اوپر اٹھا دیے انداز ایسا تھا جیسے کسی فلم کی شوٹنگ میں اسے زبردستی ایکٹنگ کروائی جا رہی ہے، اکتایا سا۔

آفیسرز اس کی اس بے خوفی سے بل کھا کر گئے۔

"کتاب کو بیڈ پر رکھو" مصطفیٰ نے کندھے اچکا کر کتاب کو بیڈ پر رکھ دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک آفیسر آگے بڑھ کر اسے ہتھکڑی لگانے لگا مصطفیٰ کے ہاتھ پکڑ کر کمر کے پیچھے لے گیا۔ مصطفیٰ نے کوئی مزاہمت نہیں کی۔

آفیسر نے اسے گھٹنوں کے بل جھکانے کی کوشش کی مگر مصطفیٰ نے ایک ترچھی نظر سے دیکھا اور چبا چبا کر کہا

"میں مزاہمت کی کوشش نہیں کر رہا اس لیے میرے ساتھ زبردستی کی کوشش بھی مت کرنا" اس کہ لہجے میں کچھ تو ایسا تھا کہ آفیسر فوراََ ہتھکڑی لگا کر پیچھے ہو گیا۔

سیاہ سفید ڈبیوں والے مفلر والا شخص مصطفیٰ کے اس انداز پر فخریہ سا مسکرایا۔

اب دو اہلکار اسے بازؤوں سے پکڑ کر لے جا رہے تھے مفلر والا لڑکا اس کی پشت کو دیکھ رہا تھا جہاں پیچھے بندھے اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگی ہوئی تھی جب وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو اس نے ایک سرسری سی نظر مجمع پر ڈالی اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیے۔

باہر کی طرف جاتے اس نے تین لڑکے گروپ کی شکل میں کھڑے دیکھے وہ اردو میں بات کر رہے تھے اس کے قدموں کی آواز سست ہو گئی۔

"کیا تم نے دیکھا وہ کیسے اکڑ کر چل رہا تھا" ان میں سے ایک لڑکا بولا جس کی پشت اس مفلر والے لڑکے کی طرف تھی۔

"ایک دن اس کی اکڑ بھی نکل جائے گی جب جیل سے آنے کے بعد اس کا کیریئر داغ زدہ ہو گا"

ایک دوسرا لڑکا سگریٹ کا کش لگاتا خلا میں گھورتا بولا۔

"ویسے تم نے یہ کیا کیسے" پہلا لڑکا پھر سے تجسس سے بولا۔

"ہر بات بتانے کی نہیں ہوتی" تیسرا لڑکا آنکھ دبا کر بولا پھر وہ مفلر والا لڑکا ان سے دور ہوتا گیا اور آوازیں طلباء کی ہجو میں دم توڑ گئی۔

باہر آکر اس نے ایک موبائل نکالا اور ایک نمبر ملا کر کان کو لگا لیا۔

دوسری طرف سے کال اٹھالی گئی تو وہ فوراً بولا۔

"باس اسے ڈرگ ڈیلنگ کیس میں اندر کر لیا گیا ہے پانچ منٹ پہلے"

دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تو وہ ٹھہر کر سننے لگ گیا۔

Clubb of Quality Content

"نہیں میرے اس سے ملاقات نہیں ہوئی اس سے پہلے ہی یہ سب کچھ ہو گیا" مفلر والا لڑکا اب کے مایوس سا بولا۔

پھر سے اسے کچھ ہدایت دی گئی تو اس نے "یس باس" کہہ کر کال بند کر دی۔

"یہ بندہ کسی حال میں خوش نہیں ہو سکتا" منہ میں بڑبڑ آتا وہ ہاسٹل کی ایریا سے باہر نکل آیا۔

پانچ منٹ بعد وہ ایک پولیس سٹیشن کے سامنے کھڑا تھا مفلر غائب اور پی کیپ الٹی لے رکھی تھی چھ فٹ سے نکلتا قد، ہلکا سانولہ رنگ اور کتھئی آنکھیں چہرے پر گھنی داڑھی اور آئی برو پر ایک کٹ کا نشان پہلی نظر میں ہی وہ اچھا لگتا تھا۔اس کے ساتھ ایک باوردی آفیسر کھڑا تھا۔دونوں دھیمی آواز میں کچھ کہہ رہی تھے۔کچھ دیر بعد وہ آفیسر سر ہلا کر اندر پولیس سٹیشن کی طرف بڑھ گیا۔

آفیسر کے اندر جانے کے بعد وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد وہی آفیسر مصطفی کے ساتھ باہر آتا دکھائی دیا۔

مصطفی سیدھا چلتا کتھئی آنکھوں والے لڑکے کے پاس آ کھڑا ہوا۔

"ولی سلطان !" دونوں ہاتھوں کو تالی مارنے کے انداز میں ملایا

"تو تمہیں پھر سے اس کھڑوس نے میرے سر پر مسلط کر دیا" پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ بغیر سلام دعا کے شروع ہو گیا تھا۔

"تمہیں نہیں لگتا تم تازہ تازہ جیل سے نکل کر آئے ہو تمہیں تھوڑا شرمندہ ہونا چاہیے اور میرے تمہیں پورے بارہویں بار بچانے پر میرا شکر گزار" ولی سلطان بغیر اس کی بات کا اثر لیے ہاتھ سینے پر باندھے آنکھیں چھوٹی کیے اسے بولا۔

"دروازہ کھولو" مصطفیٰ گاڑی کی طرف اشارہ کیے بولا مجال ہے جو وہ دونوں سیدھی طرح ایک دوسرے کی بات کا جواب دیں۔ایک دوسرے کی بات کا جواب دینا دونوں کے لیے ہی اپنی توہین کے برابر تھا۔سونے پر سہاگہ کہ ہر بار ان دونوں کی ٹیم بنا کر ہارون خوش ہوتا تھا۔

"اللہ ایسے سینئرز کسی کو نہ دے" دونوں اس وقت ہارون کا دل میں کوس رہے تھے۔

"گاڑی میری نہیں ہے ٹیکسی کرواؤ" ولی کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بولا اور ٹیکسی سٹینڈ کی طرف قدم بڑھا دیے۔

"گاڑی سے ٹیک لگا کر ایسے کھڑا تھا جیسے وراثت میں ملی ہو، مڈل کلاس سلطان" مصطفی اس کی پشت کو دیکھ کر بڑبڑایا۔

ولی نے پیچھے مڑ کر دیکھا "ہاں میرا باپ ڈاکٹر نہیں ہے نہ جو لوگوں کی کھال کھینچ کر پیسے کماتا ہو"

مصطفی بغیر جواب دیے آگے بڑھ گیا اور ٹیکسی سٹینڈ پر جا کر ایک ٹیکسی کے سامنے رک گیا کہ جانا کہاں تھا یہ تو ولی سلطان کو ہی پتہ تھا۔

ولی اپنی مسکراہٹ دبائے واپس اسی گاڑی کی طرف آیا جیب سے چابی نکال کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

Clubb of Quality Content

مصطفی نے شاکی نظروں سے اسے دیکھا اتنا صدمہ اسے اپنے ڈورم کے باہر پولیس دیکھ کر بھی نہیں ہوا تھا۔

وہ ابھی گاڑی کی طرف آنے ہی لگا تھا کہ ولی گاڑی ریورس کرتا اس تک آیا ایک طرف کا شیشہ نیچے کرتے ایک کارڈ مصطفی کی طرف بڑھایا مصطفی نے اچھنبے سے کارڈ کو دیکھا۔

وہاں پر کوئی ایڈریس لکھا تھا۔

مصطفیٰ نے واپس سر اٹھا کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"اگر تم نے مجھے مڈل کلاس والا طعنہ نہ دیا تو ہم ساتھ چلتے مگر خیر اب تم ٹیکسی میں آتے مجھے زیادہ اچھے لگو گے" ولی دل جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہتا گاڑی زن سے بھگا لے گیا۔

مصطفیٰ نے بھسم کر دینے والے انداز میں اس کی جاتی گاڑی کو دیکھا اور ضبط سے مٹھیاں بند کی۔

"ہارون تمہیں میں اس کے لیے کبھی معاف نہیں کروں گا" س نے اس قدر بے بسی سے کہا تھا۔ اگر ہارون سامنے ہوتا تو وہ اس کے تین چار تو جڑ دیتا۔

ایسی کی تیسی سینئر کی۔

مصطفیٰ نے غصے سے بھنچا ہوا ہاتھ ساتھ بنے سٹریٹ پول پر مارا۔

سردی ہونے کی وجہ سے اس کے کچھ زیادہ ہی چوٹ لگی۔

"آہ۔۔۔ زیادہ زور سے لگ گیا۔ اللہ جی اب بندہ غصہ بھی نہ کرے" آسمان کی طرف سر اٹھا کر مسکینوں والی انداز میں اس نے اللہ سے شکوہ کیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھا کارڈ پر لکھے ایڈریس پر جا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

عائزل کھینچتے ہوئے مرحہ کو کمرے میں لے آئی۔ عنایہ بھی کمرے کے اندر داخل ہو گئی اور دروازہ بند کر دیا

"تم پاگل ہو گیا کب بڑی ہونا ہے تم نے" عائزل نے آہستہ آواز میں غراتے ہوئے کہا۔

"مرحہ تم سے اس کی توقع نہیں تھی جب تمہیں نظر آرہا تھا کہ مہمان بیٹھے ہیں تو تم تھوڑا لحاظ کر سکتی تھی" عنایہ غصے مگر دھیمے لہجے میں بولی۔

"لحاظ اور اور مرحہ کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے" عائزل نے پھر سے مرحہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مرحہ کبھی عائزل کو کبھی عنایہ کو دیکھتی۔ کہنے کے لیے منھ کھولتی لیکن اس سے پہلے وہ دونوں بول پڑتیں۔

"مرحہ ہم ان سے پانچ سال بعد مل رہے ہیں حالات ایسے نہیں ہیں کہ ان کے سامنے اس طرح کے تماشے لگائیں" عنایہ نے کھڑکی کی طرف جاتے ہوئے کہا اور کھڑکی کھول دی۔

"تم لوگ میری بات تو سن لو" مرحہ نے کمزور سا احتجاج کرتے ہوئے کہا باری باری دونوں کی طرف دیکھا۔

"تم نے اب کہنا کیا ہے پہلے یہ بتاؤ کچھ رہ گیا ہے" عنایہ پھر سے دبا دبا سا چیخی اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"بس اب ایک لفظ نہ سنوں بولی جا رہی بولی جا رہی" مرحہ ہاتھ اٹھا کر غصے سے بولی۔

"کیا غلط کیا میں نے جس طرح تم لوگ اچانک چلے گئے پھر میری کالز نہیں اٹینڈ کی میرے میسجز کا ریپلائے نہیں کیا۔ میں اتنا پریشان ہو گئی تھی محلے والوں نے جس طرح بتایا

کہ کسی انجان انسان کے ساتھ بیٹھ کر چلی گئے تو میں ڈر گئی تھی تم لوگوں کو میری فکر تماشہ لگ رہی ہے ہے تو پھر ٹھیک ہے تماشہ ہی سہی"

مرحہ روانی میں کہتی ایک بار پھر روہانسی سی ہو گئی۔

عائزل اب کے دھیمی پڑی عنایہ کھڑکی کے پاس ہی کھڑی رہی ہاتھ سینے پر باندھ لیے۔

"یار ہم گاؤں گئے تھے وہاں نہیں ہوتے سگنلز"

عائزل نے مرحہ کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا۔

مرحہ نے گیلی سانس اندر کھینچی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ہاں ٹھیک ہے جو میں نے کیا غلط کیا لیکن میرا نہیں کنٹرول رہتا تم تو جانتی ہو نہ عائزل"نرم گیلی آواز میں کہتی اس نے ایک ہاتھ سے آنسو صاف کئے۔

عنایہ اپنے خیالوں سے باہر نکلتی ان کی طرف آئی۔

"آئندہ اس قسم کی اوور ایکٹنگ کی تو جان سے جاؤ گی" انگلی اٹھا کر اسی تنبیہہ کرتی وہ باہر کی طرف جانے لگی۔

"آہ میں تو ڈر گئی ڈر سے میرا تو سانس بھی نہیں آ رہا سہی سے" مرحہ آنکھیں گھما گھما کر کہنے لگی۔ وہ پل پل میں بدلتی تھی۔ ایک پل میں آنسو تو ایک ہی پل میں لاپرواہی۔

تبھی ان کے کمرے کا دروازہ کھلا اور خدیجہ بیگم اندر داخل ہوئی ان کے ساتھ راہیلا بیگم بھی تھی۔

ان کے اندر آتے ہی عائزل اور مرحہ کھڑی ہو گئی۔

"ہم آنے ہی والے تھے نیچے" عنایہ نے مسکرا کر دھیما سا راہیلا کی طرف دیکھ کر کہا۔

راہیلا نے بھی جوابی مسکراہٹ سے اسے دیکھا پھر نظر گھما کر کمرے کو دیکھا۔

Clubb of Quality Content

"یہ تمہارا کمرہ ہے؟" راہیلا نے عنایہ کی طرف دیکھا۔

"جی میرا اور عابش کا" عنایہ نے اثبات میں سر ہلاتے کہا۔

خدیجہ بیگم نے خود بھی کمرے کی طرف نظر گھما کر دیکھا کہ آج اگر کمرے میں گند ہوا تھا تو یہ سب تو گئے مگر کمرہ صاف ستھرا ہی لگ رہا تھا پھر سکون سے کھڑی ہو گئی۔

"اور عائزل کا" راہیلا نے عائزل کی طرف دیکھ کر سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"یہ میرا سامنے کورنر والا اور یہ بلکل ساتھ والا معیز کا"

عائزل نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا راہیلا نے باہر کی طرف سرسری سا دیکھا اور پھر خدیجہ بیگم کی طرف دیکھ کر بولی۔

"بڑا خوبصورت ہے بھابھی آپکا گھر اور بڑے پیارے بچے ہیں" راہیلا کے لہجے میں خلوص ہی خلوص نظر آرہا تھا اس کی صاف حسد و لالچ سے پاک آنکھیں اس بات کی غمازی تھی کہ اس دل کورے کاغذ کی طرح تھا خدیجہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔

"اللہ تمہیں بھی نوازدے گا دل مت چھوٹا کیا کرو" راہیلا پھیکا سا مسکرادی۔

"اچھا تو بھابھی ہم چلتے ہیں پھر جواد نیچے انتظار کررہے ہوں گے"

خدیجہ نے اثبات میں سر ہلا کر باہر کی طرف جانے لگی کہ عنایہ بے اختیار بول اٹھی

"اتنی جلدی! ابھی تو بابا بھی نہیں آئے"

راہیلا پورے دل سے مسکرائی ہاتھ بڑھا کر عنایہ کا گال تھپتھپایا۔"وہ جواد کو کوئی کام آگیا اس لیے جانا پڑ رہا ہارون تو پہلے ہی چلا گیا اس کو کوئی کال آئی تو پریشانی میں ہی جلدی جلدی مل کر چلا گیا۔اس بیچارے کا کام بھی کچھ ایسا ہی ہے نا، لیکن اگلی بار سکون سے اور بتا کر آئیں

گے "پہلے عنایہ کو اور پھر آخری بات عائزل کو کہی گویا عائزل کو ان کی آمد پر جو حیرانی ہوئی تھی اشارہ اس کی طرف تھا۔ عائزل شرمندہ سی ہنس دی۔

"اور تم لوگ بھی بتا کر جایا کرو کہیں جب جانا ہو تو کیوں بھئی مرحہ" راہیلا نے مرحہ کی طرف دیکھ کر کہا جو کب سے بس باقیوں کے چہرے دیکھ رہی تھی۔ خود کے مخاطب ہونے پر جی جان سے مسکرائی۔"جی بلکل"

سب نے ہلکا سا قہقہہ لگا دیا اور باہر کی طرف چل دیے۔ شکر ہے وہ چلا گیا۔ عائزل کو اپنے کندھوں سے وزن اترتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

مصطفیٰ ولی کے بتائے ہوئی ایڈریس پر پہنچ کر دروازے کی بیل بجانے لگا۔ مگر دروازہ نہ کھلنے پر اس نے ایک بار پھر گھنٹی بجائی مگر جواب ندارد۔ تیسری بار بجانے پر بھی جب دروازہ نہیں

کھولا گیا تو وہ آنکھیں گھما کر بیل پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا پورے ایک منٹ تک بیل بجتی رہی۔ پھر اچانک جھٹکے سے دروازہ کھولتے ولی نے قہر برساتی آنکھوں سے اس دیکھا۔"صبر نہیں ہوتا تم سے کیا"

مصطفیٰ اس کی بات کا جواب دیے بغیر اسے ایک طرف دھکیلتے ہوئے اندر چلا آیا جیسے یہ اس کا گھر ہو اور سامنے کی طرف رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"اوہ ہیلو مسٹر! آپ کا محل نہیں ہے یہ جو منہ اٹھائے اندر آرہے ہو" ولی کو اس کا بے تکلف انداز بہت کھلا تھا۔

"یہ کان کھانے کی بجائے کچھ پلا دو تو مہربانی ہو گی" مصطفیٰ کان میں ایک انگلی ڈال کر زور سے ہلاتا ہوا بولا۔

"زہر کے بارے میں کیا خیال ہے؟" ولی نے آنکھیں ٹپٹپا کر مصنوعی مسکراہٹ سے پوچھا۔

"وہ بہت مہنگا ہے تم افورڈ نہیں کر سکتے صرف پانی پلا دو" مصطفیٰ ایسے بولا جیسے احسان کر رہا ہو

ولی منھ میں بڑبڑاتا کچن کی طرف جانے لگا۔

جبکہ مصطفیٰ اپنا موبائل نکال کر ہارون کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ہارون گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا صبح والے حلیے میں ہی تھا جب اسے مصطفیٰ کی کال موصول ہوئی کال اٹھاتے ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک ایک چیز ڈیٹیل کے ساتھ"

مصطفیٰ کو یہ ہی توقع تھی۔ایک آہ نکلی تھی اس کے ہونٹوں سے۔

"ہاں ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں جیل میں کوئی پریشانی نہیں ہوئی کسی قسم کا کوئی خاص مسئلہ نہیں بنا" ساتھ میں کنکھیوں سے گلاس میں پانی لے کر آتے ولی کو دیکھا۔

ولی مصطفیٰ کے انداز پر مسکرا دیا تھا جانتا تھا ہارون نے کچھ بھی پوچھا ہو اس کا حال تو بہر حال نہیں پوچھا تھا۔

"تم اس کو وہ بھی بتا سکتے ہو جو وہ پوچھ رہا ہے" ولی نے جتانے والے انداز میں مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے کہا اور ساتھ میں گلاس اس کے آگے کیا۔مصطفیٰ نے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ کر گلاس تھام لیا اور منھ کو لگا لیا۔

جبکہ ہارون دوسری طرف ضبط کیے ان دونوں کی سن رہا تھا۔

"بتاؤ گے یا۔۔۔" ابھی ہارون کہ الفاظ منہ میں ہی تھے کہ مصطفی سنجیدہ ہوتے پانی کا گلاس نیچے رکھ کر شروع ہوا۔

"کل میرے وارڈن نے آکر کہا کہ میرا ڈورم چینج کر رہے ہیں میں نے بغیر کسی اعتراض کے مان لیا کل ہی میرا سامان لا کر ادھر رکھ دیا گیا تھا مگر ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ مجھے کسی پر بھی شک ہوتا اور آج جب میں لیکچرز کے بعد واپس ہوا تو پولیس آگئی اس کے بعد کا سب پتہ ہی ہوگا"

ولی مقابل صوفے پر بیٹھ کر مصطفی کے سر کے اوپر خلا میں دیکھ رہا تھا جسے کچھ سوچ رہا ہو اس کی کتھئی آنکھیں چھوٹی ہو گئی تھی۔ بلکل ویسے ہی جیسے ہارون کی ہنستے ہوئے آنکھیں چھوٹی ہوتی تھیں۔

ہارون مصطفی کی بات غور سے سنتا اب اپنی کار پارک کر رہا تھا۔

"ولی سے بات کرواؤ" ہارون گاڑی سے باہر نکل کر اب اسی تنگ تاریک کمرے میں جا رہا تھا جہاں اس کے کمپیوٹرز رکھے ہوئے تھے۔

مدھم سی روشنی میں قدم اٹھاتا وہ اس کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

دوسری طرف مصطفی موبائل سپیکر پر لگا کر اپنے اور ولی کے درمیان رکھے ٹیبل پر رکھ دیا۔

ولی نے افسوس سے سر دائیں بائیں ہلایا اور آگے کو جھک کر بیٹھ گیا۔

مصطفی نے کندھے اچکا دیے۔اب وہ اتنی دیر یہ سوچ کر نہیں گزار سکتا تھا کہ وہ دونوں کیا بات کر رہے ہیں۔

"ہاں ولی جب تم وہاں پہنچے کیا تم نے کچھ غیر معمولی چیز نوٹ کی" ہارون ولی سے مخاطب ہوا

Clubb of Quality Content

"جب میں پہنچا تو پولیس بہت عزت سے مصطفی کو لے کر جا رہی تھی" ایک استہزائیہ نظر مصطفی کی طرف اچھالتا آگے بولنے لگا" واپسی پر تین پاکستانی لڑکے آپس میں بات کر رہے تھے ان کی بات سے یہ اندازہ لگایا کہ ان میں سے دو لڑکے مصطفی کو پھنسانے میں ملوث تھے۔میں نے ان کے بارے میں سرچ کیا ہے تو ان کے بارے میں کوئی غیر معمولی بات

معلوم نہیں ہوئی ان دونوں کی تصویریں آپکو بھیج رہا ہوں" ولی اپنا موبائل نکالتا اس میں انگلیاں مارنے لگا۔

ہارون کو سینڈ کرنے کا بعد مصطفیٰ کی طرف موبائل سکرین کر دی دوسری طرف ہارون اپنا لیپ ٹاپ آن کئے وہ تصویریں دیکھنے لگا جو ابھی ولی نے سینڈ کی۔

کچھ دیر بعد ہارون کی آواز آئی "مصطفیٰ کیا مسئلہ ہے ان لڑکوں کا تم سے"

مصطفیٰ نے موبائل سکرین سے نظریں اٹھا کر ولی کو دیکھا۔

"کچھ خاص نہیں بس یہ لوگ راہ سے بھٹک رہے تھے تو میں نے سوچا کہ بھلا کر دوں" مصطفیٰ بے نیاز سا کہہ رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

ولی نے نا سمجھی سے کہا

"کس قسم کا بھٹک رہے تھے" ہارون نے دانت پر دانت جما کر کہا۔ پتہ نہیں مصطفیٰ کو بیگانی شادیوں میں ٹانگ پھنسانے کا اتنا کیوں شوق تھا۔

"وہ بس یار بتمیزی کر رہے تھے" مصطفیٰ نے بے بسی سے کہا وہ بتانا نہیں چاہ رہا تھا۔

ولی آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا کتنا ضروری تھا ان کے بیچ میں آنے کا جب تمہیں اس بات کا پتہ ہوتا ہے کہ ہمارے لیے لوگوں کی نظروں میں نہ آنا کتنا ضروری ہوتا ہے" ہارون غصے میں دھاڑتا ہوا بولا۔"

مصطفیٰ نے خفگی سے بھنویں سکیڑی۔

"کیونکہ مجھے میرا ضمیر اجازت نہیں دیتا کہ میرے سامنے کسی مظلوم پر ظلم ہو رہا ہو اور سب کچھ نظر انداز کرتا وہاں سے آنکھیں بند کرتا چلا جاؤں۔اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے عورت کی عزت اور حفاظت کرنا سیکھا ہے۔چاہے وہ عورت کوئی بھی ہو۔اگر میں اس رات اس لڑکی کو ان پاگل کتوں کے بیچ چھوڑ دیتا تو میں رات کو چین سے سونا پاتا کبھی۔خاموش ہونے والا بھی اتنا ہی ظالم ہے کہ جتنا کہ ظلم کرنے والا" مصطفیٰ بھی جواب میں اتنی ہی برہمی سے بولا جبکہ ولی خاموشی سے بس سن رہا تھا۔

"مصطفیٰ ہمارے کام کے بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں" ہارون نے ذرا ضبط سے کہا۔

"کوئی بھی تقاضا میرے ضمیر سے بڑھ کر نہیں ہے" مصطفیٰ دوبدو بولا۔

سامنے بیٹھا ولی سر جھٹک کر رہ گیا۔

"اور ایک اور بات میں یاد کرواتا جاؤں یہ ظلم کے خلاف بولنا بھی مجھے ہارون احمد نے ہی سکھایا ہے کیا وہ سبق دہرانے کی مجھے ضرورت ہے جو تم نے ہمیں سکھایا ہے" مصطفیٰ کی آنکھوں میں واضح برہمی تھی وہ کبھی کبھی اس اس طرح جوش میں آتا تھا مگر جب آتا تھا پھر یہ نہیں یکھتا تھا کہ سامنے کون ہے۔

ہارون نے اس وقت کو کوسا جب اس نے اس مشن کے لیے مصطفیٰ کو چنا تھا۔

"زیادہ بکواس نہ کرو اور آئندہ احتیاط کرنا" ناگواری سے کہتا ہارون رابطہ منقطع کر گیا۔

"مذاق بنا کر رکھ دیا" مصطفیٰ سینے پر ہاتھ باندھ کر منہ پھلا کر بیٹھ گیا

"مذاق کا مذاق کیسے بناتے ہیں" ولی بے حد سنجیدگی سے بولا

"ارے یار فلحال کے لیے چپ کر جاؤ"

ولی اس کی اتری شکل دیکھ کر محضوظ ہوا تھا۔ہائے! کتنی دیر بعد اسے یہ موقع ملا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"عنایہ جاؤ اپنی دادی کو لے آؤ ناشتہ کر لے پھر ڈاکٹر کے پاس بھی لے کر جانا ہے" خدیجہ بیگم ناشتہ بنا رہی تھی جب انہوں نے عنایہ کو کہا۔ عنایہ اثبات میں سر ہلا کر جانے لگی تو پیچھے سے ذرا اونچی آواز میں کہا۔ "عائزل کو بھی جگا دو بہت سونے لگی ہے یہ لڑکی" پہلی بات عنایہ سے کہہ کر آہستہ سے خود سے بڑبڑاہت کی۔ عنایہ جانے لگی کہ پیچھے سے مرحہ کی آواز آئی۔

"آپی آپ اپنی دادی کو اٹھا دو میں عائزل کو اٹھا کر آتی ہوں" صبح صبح ہی وہ فریش سا موڈ لے کر چلی آ رہی تھی مرحہ کہہ کر جانے لگی جب خدیجہ بیگم نے اسے ذرا سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پانچ منٹ تم دونوں نیچے ہو بات کرنی ہے میں نے تم سے" شہادت کی انگلی اٹھا کر تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

عنایہ سکینہ بیگم کو اٹھانے جا چکی تھی جب کہ مرحہ خدیجہ بیگم کی پرواہ کیے بغیر مسکراتی تابعداری سے سر کو خم دیتی اوپر جانے لگی۔

کچھ دیر بعد عنایہ نے آکر کہا "امی وہ دادو کہہ رہی کہ وہ باہر نہیں آرہی اندر ہی ناشتہ دے دے" ساتھ ساتھ وہ کچھ برتن الگ ٹرے میں لگا رہی تھی۔

"اچھا چلو تم یہ پراٹھا بناؤ میں ان کا کھانا دے کر آتی ہوں طبیعت کا بھی پوچھ لوں گی"

خدیجہ بیگم عنایہ کو ہدایت دیتے کھانے کی ٹرے لیے چلی گئی۔

سکینہ بی اپنی کمرے میں بیڈ پر نیم دراز لیٹی تھی جب خدیجہ بیگم کو کھانا لاتے دیکھا تو ہلکا سا مسکرا کر سیدھی بیٹھ گئی۔

Clubb of Quality Content

خدیجہ بیگم نے احتیاط سے کھانا بیڈ پر رکھا اور ایک طرف ہو کر خود بھی بیٹھ گئی۔

"آپ کو رات نیند تو آگئی تھی نہ کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا نہ" خدیجہ بیگم ے ہلکا سا مسکرا کر کہا تو سکینہ بی روٹی کا نوالہ توڑتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"تکلیف کیا ہونی ہے خدیجہ بس یہ ہی مرض جو لگ گیا ہے جان نہیں چھوڑ رہا" ان کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ تکلیف میں ہیں۔

"کوئی بات نہیں بی آپ پریشان نہ ہوں یہ بھی ہو جائے گا ٹھیک انشااللہ" خدیجہ بیگم نے ان کہ کندھے پر ہلکا سا ہاتھ رکھ کر کہا۔

سکینہ بی ہلکا ا مسکرا دی اور سر جھکائے ناشتہ کرنے لگی۔

تبھی ہلکا سا دروازہ کھٹکھٹاتے حماد صاحب اندر داخل ہوئے ان کے آتے ہی خدیجہ بیگم کھڑی ہو گئی۔

"آپ بھی بڑی بی کے پاس بیٹھ کر کھانا کھا لے بھجوا دیتی ہوں ادھر ہی میں ذرا بچوں کے ناشتے کا دیکھ لوں" کہہ کر وہ باہر آ گئی اور حماد صاحب خدیجہ بیگم والی جگہ پر بیٹھ کر سکینہ بی حال احوال دریافت کرنے لگے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جب خدیجہ بیگم کچن میں آ کر ایک اور کھانے کی ٹرے تیار کرنے لگی اور ساتھ میں اونچی آواز میں پکارا۔

"مرحہ عائزل تم لوگون کے پانچ منٹ مکمل نہیں ہوئے کیا ابھی تک"

تبھی عائزل اور مرحہ جلدی جلدی قدم اٹھاتی نیچے آنے لگی۔

"اتنا کیوں سونے لگی ہو؟" خدیجہ بیگم نے ایک خفگی بھری نظر سے عائزل کو دیکھا۔

"امی جاگ رہی تھی کب سے بس وہ یونیورسٹی سے کچھ میلز آئیں تھی وہ دیکھ رہی تھی پھر مرحہ آگئی تو اس کے ساتھ نیچے گئی" عائزل کرسی کھینچ کر بیٹھنے لگی تو خدیجہ بیگم نے ٹرے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"عائزل بعد میں بیٹھنا پہلے یہ اپنے بابا کو دے آؤ وہ بڑی بی کی ساتھ ناشتہ کرے گیں" عائزل اٹھ کر ناشتے کی ٹرے لے کر باہر چلی گئی۔ پیچھے خدیجہ بیگم نے ایک کرسی کھینچ کر مرحہ کے مقابل بیٹھ گئی۔

پراٹھے بناتی عنایہ نے مڑ کر ایک نظر دیکھا مرحہ کی کلاس ہوتی دیکھنے کو ملنے والی تھی ۔آہ کتنے دنوں بعد اسے یہ منظر دیکھنے کا ملا تھا۔سوچ کر ہی وہ مزے سے مسکرائی۔کچھ دیر خدیجہ بیگم سامنے بیٹھی مرحہ کو دیکھ رہی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا" مسلسل خود کو دیکھتا پا کر مرحہ نے آنکھیں مٹکا کر پوچھا۔

"یہ کیا حرکت کی تھی تم نے کل" خدیجہ بیگم نے خفگی سے اس کے انجان بننے پر مرحہ سے پوچھا۔

"آنٹی اب بس کرے یار کل سے یہ آپ کی سائیکاٹرسٹ بیٹی اور یہ ڈاکٹر بیٹی نے اچھی خاصی کر دی ہے" پہلی عنایہ اور پھر کچن میں داخل ہوتی عائزل کی طرف دیکھ کر اشارہ کرتے ہوئی وہ بے بسی بولی۔ عائزل اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے مرحہ کے ساتھ کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی عنایہ بھی اپنا کام ختم کر کے ٹیبل پر برتن لگانے لگی۔

"مرحہ کوئی چھوٹی بچی نہیں ہو تم کہ اس طرح کی حرکتیں کرتی پھر و چوبیس سال کی ہو اتنی بڑے گھوڑے جتنی لمبی ہو۔ کل وہ سب پاگل پن دکھاتے کہیں سے بھی نہیں لگ رہ تھا کہ یہ مرحہ ڈاکٹر بن گئی ہے کوئی بھی تمھیں اس طرح کی حرکتیں کرتا دیکھے تو یہی سمجھے کی میٹرک فیل لڑکی ہے" عائزل دلچسپی سے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے مسکراہٹ ضبط کرے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے مرحہ کو دیکھ رہی تھی۔ عنایہ بھی خدیجہ بیگم کے ساتھ بیٹھ گئی اب وہ دونوں مزے سے مرحہ کی 'عزت' ہوتی دیکھتے ہوئے ناشتہ کرنے لگی

"لو جی بھلا آنٹی اتنا بھی کچھ نہیں کیا ہاں بس وہ ایسے غصے میں نہیں بولنا چاہئے تھا" مرحہ کی بات پر خدیجہ بیگم نے بھنویں اچکا کر اسے دیکھا جیسے کہا ہو۔ "بس یہ ہی کیا تھا

Clubb of Quality Content

کیا؟"ان کے اس طرح دیکھنے پھر مرحہ نے ہلکی آواز میں کہا"ہاں چلیں کشن بھی اٹھا کر نہیں مارنے چاہیئے تھے"

خدیجہ بیگم کے ہنوز ویسے ہی یکھتے رہنے پر پھر بے زارے سے کرسی کی پشت پر ٹیک لگا کر بولی"اچھا مہمانوں کا سامنے زبان بھی قابو میں رکھنی چاہیئے تھی"اب وہ منھ پھلائے ایک طرف کو دیکھ رہی تھی جبکہ خدیجہ بیگم اس کے اس انداز پر تھوڑی نرم پڑ گئی اور ہلکا سا مسکرا دی۔

"مرحہ ویسے تم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ تمھیں دنیا میں نہیں ہونا چاہیئے تھا"عائزل مزے سے نوالہ منھ میں رکھتے ہوئے بولی جس پر مرحہ نے اسے کھا جانے ولی نظروں سے دیکھا تھا۔

"ہاں تو یہی کہہ رہی ہوں نہ تم ہوتی تو نہ تم اس طرح کی حرکتیں کرتی اور نہ بعد میں اس طرح شرمندہ ہوتی"مرحہ کے اس طرح دیکھنے پر عائزل نے وضاحت کی تو مرحہ نے اسے بس دیکھنے پر اکتفا کیا ابھی وہ اس کے منھ نہیں لگ رہی تھی۔

"چلو اب منہ ٹھیک کرو اور ناشتہ کرو آئیندہ اس طرح کی حرکت کی تو گھر سے باہر نکال دوں گی" آرام سے کہہ کر وہ بھی ناشتہ کرنے لگی۔

"تب کی تب دیکھی جائے گی" ایک پل میں اپنا موڈ ٹھیک کر کے چہکتے ہوئے اس نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ایک پراٹھا اٹھا لیا۔

"اس کا مطلب ہے تم پھر سے اس طرح کی حرکتیں کرو گی" عنایہ نے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"کہا نہ دیکھی جائے گی اب مستقبل کو تو کسی نے نہیں دیکھا نا" ڈھٹائی دکھاتے مزے سے بولی۔

"اللہ ہی ہے مرحہ جو تمہیں سدھار دے" خدیجہ بیگم افسوس سے اسے دیکھتی اٹھنے لگی اور اپنے برتن اٹھا کر سنک میں رکھ دیے۔انہوں نے کھانے بس نام کا ہی کھایا تھا۔

"عائزل یہ برتن مرحہ سے دھلوانا کوئی تمیز تہذیب آئے اسے بھی" ماؤں کے خالص انداز میں کہتی وہ کچن سے باہر چلی گئی۔

Clubb of Quality Content

جبکہ مرحہ نے کوفت سے سنک کی طرف دیکھا جہاں صرف خدیجہ بیگم کے برتن رکھے ہوئے تھے ایک سکون کا سانس لیا کہ تھوڑے ہی ہیں۔ عنایہ اور عائزل جھٹ سے اٹھ کر اپنے برتن بھی سنک رکھ دیے۔

"میں بابا اور دادو کے برتن بھی لے کر آتی ہوں" پرجوش سی کہتی عائزل کچن سے نکلی پیچھے بڑھتے برتنوں کی تعداد دیکھ کر مرحہ کہ ماتھے کہ بلوں میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔

"ایسا کرنا مرحہ یہ والے برتن بھی دو دینا کافی دن ہو گئے یہ ایسے ہی پڑے ہیں" عنایہ کچن کے کیبن سے کچھ برتن نکال رہی تھی جس پر مرحہ کا منہ کھل گیا تھا۔

"ہاں ہاں یہ ساتھ والے گھر کے برتن بھی لے آئیں کہیں کمی نہ رہ جائے" اپنے قمیض کے آستینیں اوپر کرتی روہانسا منہ بنائے وہ بولی تو کچن میں آتی عائزل نے حماد صاحب اور سکینہ بیگم کے کھانے والی برتن بھی لا کر رکھ دیے۔

"لو اب کوئی کمی نہیں رہی اب کوئی شکایت نہ کرنا کہ ہم نے تمہیں برتن کم دیے ہیں" عائزل برتن سنک میں رکھتی کہنے لگی۔

"ہاں جیسے جہیز میں لے کر جانا ہیں میں نے یہ۔ کوئی کمی تو نہیں رہ گئی" پہلی بات غصے میں کہہ کر آخر میں عائزل کی نقل کرتے اس کا جملہ دہرایا۔ عائزل اور عنایہ مرحہ کے اس انداز پر قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

برتنوں کا ایک ڈھیر لگا دیا تھا ان دونوں نے کچھ پلوں میں جسے مرحہ اب منہ پھلائے دھو رہی تھی اور وہ دونوں اس کمپنی دینے کے نام پر وہیں بیٹھ اس منظر سے حظ اٹھا رہی تھیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

Clubb of Quality Content!

مرحہ عائزل اور عنایہ تینوں اس وقت عائزل کے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی عنایہ کی شادی میں آنے والے مہمانوں کی باتیں کر رہی تھی جب عائزل نے شادی پر مدعو مہمانوں کی لسٹ پکڑے عنایہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"لو اب اس لسٹ تقریباً سات سے آٹھ افراد کا اضافہ ہو گا" استہزائیہ ہنستی وہ لسٹ عنایہ کی طرف بڑھا گئی۔ عنایہ نے ملامتی نظروں سے اسے دیکھا۔ مرحہ تجسس سے عنایہ کے ساتھ ہوتی لسٹ میں لکھے مہمانوں کا نام پڑھنے لگی۔

اچانک یاد آنے پر عائزل کی طرف دیکھتی مرحہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے کہا۔

"تمہیں میرے خاندان کے بارے میں تو سب کچھ پتہ ہے اور تم نے مجھے آج تک اپنی ددھیال کے بارے میں کچھ نہیں بتایا کتنی بڑھی میسنی ہو تم"

"کیا بتاتی کچھ بتانے کو تھا ہی نہیں" عائزل عام سے لہجے میں کندھے اچکاتی بولی۔

عنایہ نے ملامتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"ویسے عائزل ہوا کیا تھا جو تم لوگ اپنے گاؤں واپس گئے تھے وہ بھی پانچ سال بعد۔ اور یہ اب تمہاری دادی کو کیسے خیال آگیا یہاں آنے کا جب سے تم لوگ اِدھر آئے تھے تب سے تو وہ نہیں آئی تھیں" مرحہ عائزل کی طرف دیکھتی ہوئی الجھن زدہ سی بولی۔

"لڑائی ہو گئی تھی ہماری بس پھر آگئے پھر پچھلے ہفتے صلح کر لی تو چلے گئے" عائزل کے اتنے تفصیلی جواب پر مرحہ نے برا سا منہ بنایا۔

Clubb of Quality Content

"آہ عائزل! تم اتنا کچھ مجھے نہ بتاتی تو میں تو مر جاتی آہ شکریہ تمہارا میری جان بچانے کے لیے" طنزاً کہتی وہ عنایہ سے لسٹ پکڑ کر سر جھکائے نام پڑھنے لگی۔

چلو کوئی بات نہیں ایسے احسان میں کرتی رہتی ہو" وہ بھی آگے سے ڈھٹائی سے بولی۔

"تمہیں پتہ ہے عائزل انسان مضبط کیسے ہوتا ہے"

اس کے مصنوعی لاپرواہی والے انداز کو عنایہ نے ایک لمحے میں پہچانہ تھا۔

عائزل نے نا سمجھی سے اس دیکھا۔

مرحہ نے بھی سر اٹھا کر دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جب انسان اپنے اندر محسوس ہوتی تکلیف کو بغیر کسی ڈر کے بتادے"

عائزل نے فوراً نظریں پھیر لیں۔

"مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے عنایہ "آہستہ آواز میں کہتی وہ اپنے جھوٹ کی گواہی خود دے رہی تھی۔

"عائزل عنایہ آپی ٹھیک کہہ رہی ہیں تم وہ سب کچھ زبان سے کہو جس کے بارے میں تم سوچنا بھی نہیں چاہتی تو وہ چیز جو تمہیں ڈرا کر رکھتی ہے تمہیں ڈرانے کی بجائے مضبوط بنا دے گی ایک بار کوشش تو کرو" مرحہ نے اس طرح عائزل کے منہ پھیرنے سے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں پتہ جب وہ سارے مسئلے نئے نئے شروع ہوئے تھے تو میں بھی کسی سے نہیں کہتی تھی تمہاری طرح" عنایہ نے اس کی ہنوز خاموشی پر کہا تو وہ دونوں اسے دیکھنے لگیں۔

عنایہ ہلکا سا مسکرادی جیسے ماضی میں خود کو دیکھتی ہوئی مسکرائی ہو۔

"پھر مجھے کسی شخص نے کہا کہ میرے دل کے اندر جو کچھ بھی چل رہا ہے جو بھی تکلیف ہے میں اسے الفاظ کی شکل میں باہر نکالنا شروع کروں جب تک دل میں رہے گی پورے جسم میں گھومتے رہے گی آپ کو کمزور بنادے گی اس تکلیف کو الفاظ کے راستے باہر نکالو دیکھنا تم خود کو ہلکا محسوس کرو گی اس کے بعد جو بات تمہیں تکلیف دے رہی ہو گی وہ ختم تو نہیں مگر کم ہو جائے گی۔ایک بار جس کے بارے میں بات کر کی جائے اس کا سامنا کرنا آسان ہوتا ہے"

عنایہ اس طرح بول رہی تھی جیسے وہ کسی شخص کے الفاظ دہرا رہی ہو۔

"کس نے کہا تھا آپ سے" مرحہ متاثر سی ہوئی پوچھنے لگی۔

"پچھلے پانچ سالوں میں کتنی بار ذکر کیا ہے اس سب کا؟ کتنی بار میں نے تم سے اگلوانے کی کوشش کی مگر تم نے قسم کھا رکھی ہے کہ ایک لفظ نہیں بولو گی اسی لیے تم آج بھی وہیں کھڑی ہو تم اس وقت سے آگے ہی نہیں بڑھی تم جتنا مرضی خود کو بے نیاز ظاہر کر لو مگر نظر آتا ہے سب" عنایہ مرحہ کا سوال نظر انداز کرتے کہنے لگی تو عائزل نے بے بسی سے آنکھیں بند کر کے بیڈ کی پشت سے ٹکا دی۔

وہ واقعی تھک گئی تھی سب کچھ اپنے اندر دباتے دباتے۔ تکلیف اس کے چہرے پر عیاں ہونے لگی تھی مرحہ کچھ کہنے لگی کہ عنایہ نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا۔

وہ دونوں خاموشی سے اس دیکھ رہی تھی جب عائزل کی آواز ان کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"مجھے ڈر نہیں ہیں۔ جو ہوا وہ سب تقدیر تھا لیکن مجھے تکلیف ہے اس کی بہت۔ میں پھر سے اپنے دل کو کسی کی قید میں نہیں دینا چاہتی۔ میں اپنے ان سالوں میں سیکھے گئے سبق بھلانا نہیں چاہتی" وہ کہہ کر خاموش ہو گئی تھی۔ توقف کے بعد پھر کہنا شروع کیا۔

"میں سات سال کی تھی جب میں نے ماما کو دیے جانے والے طعنوں کا مطلب سمجھنا شروع کیا" اس کی آنکھیں ہنوز بند تھی شاید وہ خود کو وہیں پر تصور کر رہی تھی وقت میں پیچھے۔اس جگہ میں جہاں اس کی زندگی گزری تھی۔

(آئندہ اگلی قسط میں)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: